جامع مسجد باباحیدر شاہ۔محلہ الہیار۔ٹنڈوآدم۔ضلع سانگھڑ۔سندھ۔پاکستان۔ 0302-3359863

فہرست

بسم اللہ الرحمن الرحیم ○

حرف اول

الحمد للہ رب العالمین ۔ الصلوٰۃ والسلام علی سیدنا محمد و علیٰ آلہ واصحابہٖ اجمعین اما بعد۔

فیس بک پر ہمارا گروپ ”روشنی“ نامی میں ”ہدایت کے چراغ“ کے عنوان سے سو واقعات لکھے گئے ۔ انہی واقعات کو ایک جگہ جمع کر کے یہ کتابچہ ترتیب دیا گیا ہے۔

یہ تمام واقعات انسانی کردار پر روشنی ڈالتے ہیں جن پر عمل کرنے سے دنیا و آخرت کی کامیابیاں نصیب ہوتی ہیں۔

فائدہ اٹھانے والوں سے دعا کی درخواست ہے۔

فقط

محمد یونس قادری

ٹنڈو آدم

یکم ذوالحجہ ۱۴۴۴ھ/ ۲۰ جون ۲۰۲۳ء ۔ منگل

۱۔بخشش کا راز (۱)

کسی نے حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کو خواب میں دیکھا تو پوچھا اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا برتاؤ کیا؟
انھوں نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھے بخش دیا، اس کی وجہ یہ ہے کہ جب میں لکھنے بیٹھتا اور کتابت کے دوران کوئی مکھی بیٹھ کر سیاہی پیتی تو جب تک وہ اڑ نہ جاتی اس وقت تک میں صبر کرتا اور لکھنے سے باز رہتا، اس صبر کی وجہ سے مجھے بخش دیا گیا۔

(سلف صالحین کے ایمان افروز واقعات۔ص:604)

۲۔مؤمن کی فراست

ایک مرتبہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کی نظر بازار میں ایک نامحرم پر پڑ گئی۔ پھر وہ بازار سے آ کر حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کی مجلس میں بیٹھ گئے۔
حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے فرمایا بعض لوگوں کی آنکھوں میں زنا کا اثر ہوتا ہے اور وہ آ کر مجلس میں بیٹھ جاتے ہیں۔
حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے فرمایا حضرت کیا جبرائیل علیہ السلام اب بھی وحی لاتے ہیں؟ کیا نبوت ختم نہیں ہوئی؟ جبرائیل علیہ السلام کی آمدورفت کیا اب بھی باقی ہے؟
حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے فرمایا نہیں، نبوت کا دروازہ تو بند ہو گیا، مگر فراست کا دروازہ ابھی کھلا ہوا ہے، مؤمن کی فراست دیکھ لیتی ہے کہ کس نے کیا گناہ کیا ہے۔ (تفسیر قرطبی جلد 10۔ص:44) (سلف صالحین کے ایمان افروز واقعات۔ص:610)

۳۔حصول علم کا شوق (۱)

حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کو معلوم ہوا کہ مصر میں حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کے پاس ایک حدیث ہے جو انھوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہے۔ حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے مصر کا سفر فرمایا اور حضرت عقبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کا گھر نہ معلوم ہونے کی وجہ سے وہاں کے گورنر حضرت مسلمہ بن مخلد کے پاس گئے، انھوں نے ٹھہرنے کی درخواست کی مگر آپ نے فرمایا کہ میں حضرت عقبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کے گھر جانا چاہتا ہوں، کسی واقف کار کو میرے ساتھ بھیج دو۔ چناں چہ ایک شخص کے ساتھ حضرت عقبہ کے گھر گئے اور حدیث سنی اور واپس چلے آئے، وہ حدیث یہ تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

مَنْ سَتَرَ مُؤْمِنًا فِي الدُّنْيَا عَلٰى خِزْيَةٍ سَتَرَهُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ○

جس نے دنیا میں مؤمن کو رسوائی سے بچانے کے لیے ستر پوشی کی اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی ستر پوشی فرمائے گا۔

(سلف صالحین کے ایمان افروز واقعات۔ص:610)

۴۔حصول علم کا شوق (۲)

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کو معلوم ہوا کہ ملک شام میں ایک صحابی ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت بیان

کرتے ہیں انھوں نے حدیث کو سننے کے شوق سے ایک اونٹ خریدا، اور ایک مہینہ تک چلتے رہے، ملک شام پہنچ کر اس صحابی سے جن کا نام عبداللہ بن انیس رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ ہے وہ حدیث سنی اور واپس آئے۔ (سلف صالحین کے ایمان افروز واقعات۔ص:611)

۵۔بخشش کا راز (۲)

حضرت زکریا ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے ابن مبارک کو خواب میں دیکھا اور پوچھا اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ انھوں نے فرمایا میں نے طلب علم میں جو سفر کیا تھا اس کی وجہ سے بخش دیا گیا۔ (سلف صالحین کے ایمان افروز واقعات۔ص:611)

۶۔والدہ کا ادب

حضرت زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ اپنی والدہ کے ساتھ بہت نیکی کا برتاؤ کرنے والے تھے، یہاں تک کہ آپ سے کہا گیا کہ آپ تو اپنی والدہ کے ساتھ لوگوں میں زیادہ نیکی کا برتاؤ کرنے والے ہیں لیکن ہم آپ کو اپنی والدہ کے ساتھ ایک برتن میں کھانا کھاتے ہوئے نہیں دیکھتے، والدہ جب کھانا کھا کر فارغ ہو جاتی ہیں پھر آپ کھاتے ہیں اس کی کیا وجہ ہے؟

آپ نے فرمایا میں اس بات ڈرتا ہوں کہ کہیں میرا ہاتھ اس چیز کی طرف سبقت نہ لے جائے جس کی طرف میری ماں کی آنکھیں سبقت لے گئیں ہوں، اور اس طرح میں نافرمانوں میں سے ہو جاؤں۔ (سلف صالحین کے ایمان افروز واقعات۔ص:615)

۷۔ثقاہت کی دولت

ایک مرتبہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ سمندری سفر کر رہے تھے، آپ کے پاس ایک ہزار اشرفیاں تھیں۔ایک شخص نے کمال نیازمندی کا طریقہ اختیار کیا، امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو اس پر اعتماد ہو گیا، اپنے احوال سے اس کو مطلع کیا اور یہ بھی بتادیا کہ میرے پاس ایک ہزار اشرفیاں ہیں۔ایک صبح کو جب وہ شخص اٹھا تو اس نے چیخنا چلانا شروع کر دیا اور کہنے لگا کہ میری ایک ہزار اشرفیوں کی تھیلی غائب ہے، چناں چہ جہاز والوں کی تلاشی شروع ہوئی، امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے موقع پا کر چپکے سے وہ تھیلی دریا میں ڈال دی، تلاشی کے باوجود وہ تھیلی دستیاب نہ ہوسکی تو لوگوں نے اس کو ملامت کیا، سفر کے اختتام پر وہ شخص امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھنے لگا کہ آپ کی وہ اشرفیاں کہاں گئیں؟

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا میں نے ان کو دریا میں ڈال دیا، کہنے لگا اتنی بڑی رقم کو آپ نے ضائع کر دیا۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا میری زندگی کی اصل کمائی تو ثقاہت (اعتماد) کی دولت ہے، چند اشرفیوں کے عوض میں اس کو کیسے تباہ کرسکتا تھا۔

امام صاحب کی کمال احتیاط دیکھیے کہ صرف اس لیے اشرفیاں دریا میں ڈال دیں کہ اگر یہ مجھ سے برآمد ہوگئیں تو لوگوں کے ذہنوں میں شکوک آسکتے ہیں کہ کہیں امام بخاری نے چوری نہ کیے ہوں، آپ نے محض ان شبہات سے بچنے کے لیے اتنی بڑی رقم سمندر میں ڈال دی اور اپنے دامن کو قیامت تک کے لیے شکوک وشبہات سے مبرا کر دیا۔ (سلف صالحین کے ایمان افروز واقعات۔ص:618)

۸۔دین کی حفاظت

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے والد نے ترکہ میں کافی مال چھوڑا، امام بخاری نے وہ مال مضاربت (تجارت) پر دے دیا، ایک مرتبہ ایک مضارب پچیس ہزار درہم لے کر دوسرے شہر میں جا کر آباد ہوگیا اور اس طرح امام صاحب کی رقم ضائع ہونے لگی، لوگوں نے کہا مقامی حاکم سے خط لکھوا کر اُس علاقے کے حاکم کے پاس بھجوا دیجیے تو رقم آسانی سے مل جائے گی۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اگر آج میں حکام کی سفارش کے ذریعے اپنی رقم حاصل کروں گا تو کل یہی حاکم میرے دین میں دخل اندازی کریں گے اور میں اپنے دین کو دنیا کے عوض ضائع کرنا نہیں چاہتا۔ پھر یہ طے ہوا کہ مقروض دس درہم ماہوار ادا کرے گا لیکن اس میں سے ایک درہم بھی امام صاحب کو نہیں ملا۔ (سلف صالحین کے ایمان افروز واقعات۔ص:619)

۹۔اہل اللہ کی وضع

حکیم الامت مولانا محمد اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ جب فرعون نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مقابلے کے لیے جادو گروں کو جمع کیا تو وہ لوگ اسی لباس میں آئے تھے جو کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا تھا، آخر مقابلہ ہوتے ہی تمام جادوگر مسلمان ہوگئے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بارگاہ خداوندی میں عرض کیا کہ یاالٰہی یہ سمان فرعون کے اسلام کے لیے ہوا تھا کیا سبب اس پر فضل نہ ہوا اور ساحرین کو ایمان کی توفیق ہوگئی؟

ارشاد خداوندی ہوا، اے موسیٰ! یہ تمھاری صورت بن کر آئے تھے، ہماری رحمت نے پسند نہ کیا کہ ہمارے محبوب کے ہم وضع لوگ دوزخ میں جائیں، اس لیے ان کو توفیق ہوگئی اور فرعون کو چونکہ اتنی مناسبت بھی نہ تھی اس لیے اس کو یہ دولت نصیب نہ ہوسکی۔

(سلف صالحین کے ایمان افروز واقعات۔ص:629)

۱۰۔حصول علم کا ادب

خلیفہ ہارون رشید رحمۃ اللہ علیہ ارکان حج ادا کرنے کے بعد مدینہ منورہ پہنچا۔ وہاں امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کی شہرت سن کر اسے ان کی زیارت کا شوق پیدا ہوا، چناں چہ اس نے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کو لانے کے لیے ایک آدمی روانہ کیا۔

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے قاصد سے کہا امیر المؤمنین سے کہ دو علم کا طلب گار علم کے پاس چل کر آتا ہے، علم کسی کے پاس چل کر نہیں جاتا، چناں چہ خلیفہ ہارون رشید خود حاضر ہوا، اور اندر داخل ہونے سے پہلے امام صاحب کو پیغام بھیجا کہ میں آپ سے تنہائی میں ملاقات کرنا چاہتا ہوں آپ اپنی مجلس سے لوگوں کو اٹھا دیں۔

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اس پر آمادہ نہ ہوئے اور فرمایا لوگ جیسے بیٹھے ہیں اسی طرح بیٹھے رہیں گے، اور مزید فرمایا جب علم کو عوام الناس سے روکا جائے تو خواص کے لیے اس میں کوئی خیر باقی نہیں رہتی۔ (سلف صالحین کے ایمان افروز واقعات۔ص:684)

(بحوالہ: سلف صالحین کے واقعات۔مولانا محمد نعمان۔ناشر: ادارہ المعارف کراچی۔ besturdubooks.wordpress.com)

۱۱۔ان شاء اللہ کہیے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت سلیمان بن داوٗد علیہ السلام نے کہا کہ آج رات میں اپنی بیویوں کے پاس جاؤں گا اور ہر بیوی ایک شہسوار جنے گی جو اللہ کے راستے میں جہاد کرے گا،ان کے رفیق نے ان سے کہا کہ ان شاء اللہ کہیے،لیکن انھوں نے نہیں کہا،چناں چہ آپ بیویوں کے پاس گئے تو کسی بیوی کے ہاں بچہ پیدا نہ ہوا،صرف ایک کے ہاں ہوا اور اس کی بھی ایک جانب بیکار تھی۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کی قسم جس کے قبضے میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جان ہے اگر سلیمان علیہ السلام ان شاء اللہ کہتے تو حانث (قسم توڑنے والے) نہ ہوتے اور اپنی ضرورت وحاجت کو پالیتے۔

بحوالہ:احادیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے منتخب ساٹھ دلچسپ واقعات۔مؤلف:محمد بن حامد بن عبد الوھاب۔ص:123

ناشر:بیت العلوم۔انارکلی۔لاہور(besturdubooks.wordpress.com)

۱۲۔بے مثل تواضع

حضرت داوٗد علیہ السلام اپنے ہاتھ کی محنت سے کمایا رزق تناول فرماتے تھے۔آپ کے شکم میں اس سلطنت کی دولت کا ایک لقمہ بھی نہیں گیا جو آپ کے سامنے پہاڑوں کی طرح آ گئی تھی،آپ زرہیں اور کھجور کے پتوں سے ٹوکریاں اپنے ہاتھ سے بناتے اور ان کو بیچ کر اپنی کمائی سے کھاتے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت داوٗد علیہ السلام کی مدح فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ سب سے پاکیزہ رزق وہ ہے جو اپنے ہاتھ سے کما کر کھایا جائے۔اللہ کے نبی حضرت داوٗد علیہ السلام بھی اپنے ہاتھ کی کمائی سے کھایا کرتے تھے۔

(سو بڑے زاہدین اور ان کے سردار حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ص:66)

۱۳۔جنتی صفات

ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرات صحابہ کرام سے پوچھا کہ آج تم میں سے کس کا روزہ ہے؟

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آج میں روزے سے ہوں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر دریافت فرمایا آج تم میں کون جنازے میں شریک ہوا؟

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے عرض کیا حضور میں نے شرکت کی۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر معلوم کیا آج تم میں سے کس نے کسی مریض کی عیادت کی؟

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے عرض کیا حضور میں نے مریض کی عیادت کی۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ صفات جس شخص میں جمع ہو جائیں وہ جنت میں داخل ہوگا۔

(سو بڑے زاہدین اور ان کے سردار حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ص:73)

۱۴۔خود احتسابی

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک مرتبہ مدینہ منورہ میں اونٹوں کے صدقات تقسیم کرنے کا اعلان فرمایا، جب لوگ جمع ہوئے تو آپ نے فرمایا کوئی شخص بغیر اجازت اندر داخل نہ ہو۔مگر ایک شخص جس کے ہاتھ میں اونٹ کی رسی تھی اندر داخل ہو گیا۔اندر حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما صدقات کا حساب اور حصے تیار کر رہے تھے۔

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے دیکھا تو اس کے ہاتھ سے رسّی لے کر اسے ماری اور تیز آواز سے فرمایا تم اندر کیوں داخل ہوئے؟ وہ شخص تو سہم کر باہر نکل گیا۔پھر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نہایت افسوس ہوا،آپ اس شخص کے پاس گئے اور فرمایا بھائی مجھ سے بدلہ لے لو۔حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بولے واللہ بدلہ نہیں لیا جائے گا۔مگر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر خوف خدا کے باعث کپکپی طاری ہوگئی،فرمانے لگے قیامت کے دن مجھے اللہ تعالیٰ سے کون بچائے گا؟

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا اسی راضی کر لیں۔چناں چہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے ایک سواری ایک چادر اور پانچ دینا دے کر راضی کر لیا وہ شخص خوش بختی اور رضامندی کے ساتھ وہاں سے روانہ ہوا۔

(سو بڑے زاہدین اور ان کے سردار حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ص:80)

۱۵۔سخاوت (۱)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک عورت بڑا خوبصورت کپڑا لے کر آئی۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ کپڑا اس عورت سے لے لیا،آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی ضرورت بھی تھی،

ایک صحابی نے وہ کپڑا دیکھا تو عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ کپڑا تو بہت خوبصورت ہے،آپ مجھے پہنا دیجیے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسکراتے ہوئے ہاں کہہ دی۔چناں چہ جب آپ مجلس سے اٹھ کر جانے لگے تو وہ کپڑا اس کو دے دیا حالانکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی بہت زیادہ ضرورت تھی۔

(سو بڑے زاہدین اور ان کے سردار حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ص:62)

۱۶۔مال سے بیزاری

ایک مرتبہ حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ،بحرین سے مال لے کر آئے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے گرد لوگوں کا ہجوم ہو گیا،آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب لوگوں کو دیکھا تو مسکرائے اور فرمایا میرا خیال ہے تم نے سن لیا ہے ابوعبیدہ بحرین سے کچھ لے کر آئے ہیں؟

لوگوں نے عرض کیا جی ہاں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خوشخبری لو اور جو چیز تمھیں خوشی دے اس کی آرزو کرو،سو خدا کی قسم میں تم پر فقر کے آنے سے نہیں ڈرتا لیکن اس بات سے ڈرتا ہوں کہ دنیا تم پر اس طرح پھیل جائے جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر پھیلی تھی تو تم بھی اس میں ایک دوسرے سے بڑھنے میں مقابلہ کرو جیسے انھوں نے کیا تھا اور تمھیں بھی وہ برباد کر دے جس طرح ان کو کیا تھا۔

(سو بڑے زاہدین اور ان کے سردار حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ص:51)

۱۷۔محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم

اُم المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی آل نے کبھی تین دن مسلسل پیٹ بھر کر گندم سے بنا کھانا نہیں کھایا جب سے مدینہ منورہ آئے حتیٰ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے اپنے پاس بلالیا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کئی راتیں مسلسل بھوکے گزار دیتے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر والوں کو بھی رات کا کھانا نصیب نہ ہوتا تھا، عام طور سے ان کی روٹی جو کی ہوتی تھی۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنے بھانجے حضرت عروہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس تنگی کے بارے میں بتاتے ہوئے فرمارہی تھیں جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے زندگی گزاری، فرمایا ہم چاند کو تین ماہ تک دیکھتی رہتی تھیں، مگر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے گھروں میں آگ اتنے عرصے تک نہیں جلتی تھی۔

حضرت عروہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہنے لگے تو زندگی کا گزارا کیسے ہوتا تھا؟

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا دو کالی اشیاء، یعنی کھجور اور پانی پر گزارا تھا۔

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس دن وفات پائی میرے گھر میں کوئی ایسی چیز نہ تھی جس سے کوئی جگر والا اپنا پیٹ بھر سکے سوائے آدھی کھجور کے۔

اور سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوگئی مگر کسی ایک دن ایسا نہ ہوا کہ زیتون کے تیل اور روٹی سے دو وقت کھانا کھایا ہو۔ (سو بڑے زاہدین اور ان کے سردار حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ص:53)

۱۸۔چٹائی کے نشان

ایک دن حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ صلی اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو چٹائی پر لیٹے دیکھا، جس کے نشان آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو پر پڑ چکے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سر کے نیچے پتوں سے بھرا ہوا ایک تکیہ تھا اور کمرے کے کونے میں مٹھی بھر جو رکھے تھے۔ یہ منظر دیکھ کر حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے اور وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حالت پر رونے لگے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں روتا ہوا دیکھ کر فرمایا ابن خطاب کیوں روتے ہو؟

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کیوں نہ روؤں؟ اس چٹائی نے آپ کے پہلو پر نشان ڈال دیئے ہیں، ادھر قیصر و کسریٰ سونے کی چارپائی پر ریشم اور دیباج کے بچھونوں پر، پھلوں اور نہروں میں ہیں اور آپ تو اللہ کے نبی اور دوست ہیں۔

یہ سن کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے زیر لب مسکراہٹ کے ساتھ ارشاد فرمایا اے ابن خطاب! یہ وہ لوگ ہیں جنہیں ان کی اچھی چیزیں نعمتیں بہت پہلے دنیا ہی میں دے دی گئی ہیں اور یہ جلد ہی ختم ہو جائیں گی اور ہم وہ لوگ ہیں کہ جنہیں ان کی نعمتیں آخرت تک کے لئے مؤخر کر دی گئی ہیں کیا تم اس بات سے راضی نہیں ہو کہ ہمارے لیے آخرت ہو اور ان کے لیے دنیا ہو؟

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کیوں نہیں ۔(سو بڑے زاہدین اور ان کے سردار حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ص:54)

۱۹۔رحمت و شفقت

ایک یہودی عورت نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بکری کے گوشت میں زہر ملا کر کھانے کو دیا تو گوشت کے ٹکڑے نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ میں زہریلا ہوں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عورت سے پوچھا کہ تم نے ایسا کیوں کیا؟

اس یہودی عورت نے کہا کہ میں نے اس لیے کیا کہ اگر آپ اللہ کے نبی ہیں تو اللہ تعالیٰ آپ کو اس کی اطلاع کردے گا اور اگر آپ جھوٹے ہیں تو لوگوں کو آپ کی موت سے راحت مل جائے گی۔

یہ سن کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عورت سے اعراض کر لیا اور اسے کچھ نہ کہا۔(سو بڑے زاہدین اور ان کے سردار حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ص:56)

۲۰۔کھانے میں احتیاط

ایک مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سونے کے لیے بستر پر تشریف لے گئے تو آپ کو پہلو کے نیچے کھجور ملی وہ آپ نے کھالی تو اب سو نہ سکے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سخت پریشانی لاحق ہوگئی۔

آپ کی زوجہ مطہرہ نے یہ حال دیکھا تو عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات میں آپ بڑے بے چین ہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے اپنے پہلو کے نیچے ایک کھجور دیکھی تو وہ کھالی، اور ہمارے پاس آج صدقے کی کھجوریں آئیں تھیں مجھے ڈر ہے کہ وہ کھجور کہیں ان میں سے نہ ہو۔ (سو بڑے زاہدین اور ان کے سردار حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ص:58)

۲۱۔یقین کا منظر

ایک مرتبہ دھوپ کی تمازت سے بچنے کے لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک درخت کے سائے میں آرام فرما ہوئے اور درخت سے تلوار لٹکا دی، ہلکا سا نیند کا جھونکا آ گیا، اچانک ایک مشرک آن دھمکا اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تلوار اٹھا کر سونت لی اور زوردار آواز میں بولا اب تجھے مجھ سے کون بچائے گا؟

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نہایت اطمینان اور اللہ تعالیٰ پر بھرپور اعتماد سے فرمایا ''اللہ''، یہ لفظ سن کر اس پر ایسا رعب طاری ہوا کہ اس مشرک کے ہاتھ سے تلوار گرگئی جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اٹھالی اور فرمایا تجھے مجھ سے کون بچائے گا؟

مشرک نے کہا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم بہترین قابو پانے والے بن جاؤ۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو جانے دیا۔

(سو بڑے زاہدین اور ان کے سردار حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ص:59)

۲۲۔خوف الٰہی

ایک دن حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائش کی کہ قرآن سناؤ۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ حیرت سے کہنے لگے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں قرآن سناؤں حالانکہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ہی نازل ہوتا ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں چاہتا ہوں کہ کسی اور سے بھی سنوں، چنانچہ حضرت ابن مسعود نے سورہ نساء کی تلاوت شروع کر دی پھر جب وہ اس آیت پر پہنچے

فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيدٍ وَّجِئْنَا بِكَ عَلٰى هٰٓؤُلَآءِ شَهِيدًا ○ (النساء۔ 41)

''تو جب کیسا ہوگا کہ ہم ہر امت میں سے ایک گواہ لائیں گے اور ان سب پر آپ کو گواہ بنا لائیں گے۔''

تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آہستہ سے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے فرمایا اتنا کافی ہے۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب میں نے نظر گھمائی تو دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں سے آنسو نکل کر آپ کے رخساروں پر بہہ رہے تھے۔

(سو بڑے زاہدین اور ان کے سردار حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ص: 60)

۲۳۔ سخاوت (۲)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب بیمار ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سات دینار تھے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس رکھوائے ہوئے تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم انہیں حکم دیا کہ انہیں صدقہ کر دیں، لیکن وہ آپ کی تیمارداری میں ایسی مصروف ہوئیں کہ انھیں خیال نہیں رہا، جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کچھ افاقہ ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے پوچھا تو انھوں نے جواب دیا کہ آپ کی اس حالت کی وجہ سے میں توجہ نہ کرسکی تھی۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ دینار منگوائے اور انہیں ہاتھ میں لے کر فرمایا، محمد کو کیا سمجھا جائے گا جب اس حال میں اللہ سے ملے گا کہ یہ دنیا اس کے پاس ہوں۔ (سو بڑے زاہدین اور ان کے سردار حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ص: 61)

۲۴۔ شکر

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں اتنا طویل قیام فرماتے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاؤں مبارک ورم سے سوج جاتے اور پھٹ جاتے، یہ یہ دیکھ کر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ایک مرتبہ عرض کیا، کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کی اگلی پچھلی لغزشیں معاف نہیں فرمادیں؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا تو کیا میں شکر گزار بندہ نہ بنوں۔ (سو بڑے زاہدین اور ان کے سردار حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ص: 62)

۲۵۔ آداب گفتگو

حضرت عیسیٰ علیہ السلام دوپہر کے وقت حواریوں کے ساتھ کہیں جارہے تھے، راستے میں ایک بکری کا بچہ مرا ہوا دیکھا جس کی بدبو لوگوں کو تکلیف دے رہی تھی، حواریوں نے کہا اس کی کتنی بدبو ہے۔ کتنا بدمنظر ہے۔

تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے گفتگو کا ادب سکھانے کے لیے فرمایا کہ اسکے دانت کتنے سفید ہیں۔

(سو بڑے زاہدین اور ان کے سردار حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ص: 69)

۲۶۔انداز سخاوت

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ مکہ کے ضعیف غلاموں کو خرید کر آزاد کرتے اور جب بوڑھی عورتیں اور دوسری خواتین مسلمان ہوتیں تو انہیں خرید کر آزادی دلاتے۔ایک مرتبہ آپ کے والد ابو قحافہ آپ کے پاس آئے اور فرمایا میرے بیٹے میں دیکھ رہا ہوں کہ تم کمزور لوگوں کو خرید کر آزاد کرتے ہو، اگر تم مضبوط اور طاقتور قسم کے غلاموں کو آزاد کرواؤ تو وہ تمہارے ساتھ کھڑے ہوں گے،تمہاری حفاظت اور دفاع کریں گے۔یہ سن کر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے پہاڑوں سے زیادہ بلند اخلاص سے بھرا جواب دیا کہ ابا جان میں وہ فائدہ چاہتا ہوں جو اللہ تعالیٰ کے ہاں ہے۔اس پر اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں یہ آیت نازل فرمائیں

فَاَمَّا مَنۡ اَعۡطٰی وَ اتَّقٰی ۝ (سورہ اللیل)

وہ شخص جس نے دیا اور پرہیز گاری کی۔

(سو بڑے زاہدین اور ان کے سردار حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ص:75)

۲۷۔دنیا سے بے زاری

ایک مرتبہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اپنے بیٹے عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کے پاس گئے تو دیکھا کہ وہ گوشت کھا رہے ہیں۔آپ نے پوچھا، یہ گوشت کیسا؟

انہوں نے عرض کیا کہ میرا دل چاہ رہا تھا۔تو آپ نے بڑی ناگواری سے فرمایا کہ کیا جس چیز کا دل چاہے گا وہ کھاؤ گے؟ بندے کے اسراف کرنے کو اتنا کافی ہے کہ وہ اپنی پسند کی ہر چیز کھائے (یعنی جس چیز کا دل چاہے وہ کھائے)۔

(سو بڑے زاہدین اور ان کے سردار حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ص:88)

۲۸۔شہد ملا پانی

ایک مرتبہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے پانی مانگا تو ان کے پاس شہد ملا پانی لایا گیا، چنانچہ فرمانے لگے کہ یہ اچھی چیز ہے لیکن میں نے اللہ تعالیٰ کا ارشاد سنا ہے کہ قوم کی پسند اور خواہشات کو اللہ تعالیٰ نے عیب کے طور پر بیان کیا ہے۔فرمایا

اَذۡهَبۡتُمۡ طَيِّبٰتِكُمۡ فِىۡ حَيَاتِكُمُ الدُّنۡيَا وَاسۡتَمۡتَعۡتُمۡ بِهَا ۝ (الاحقاف:۲۰)

تم اپنی اچھی چیزیں اپنی دنیا کی زندگی میں خرچ کر چکے اور اس سے تم نے فائدہ اٹھایا۔

پھر فرمانے لگے میں ڈرتا ہوں کہ کہیں ہماری نیکیاں (ان کا بدلہ) ہمیں جل نہ دے دی جائیں۔چنانچہ آپ نے وہ پانی نہیں پیا۔

(سو بڑے زاہدین اور ان کے سردار حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ص:89)

۲۹۔قناعت

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ ایک ہی کپڑے میں دنیا کو شکست دیتے رہے جس میں دس پیوند لگے ہوئے تھے۔مسجد نمازیوں

سے کھچا کھچ بھری ہوئی تھی لوگ خاموشی سے سوالیہ نظروں کے ساتھ ایک دوسرے کو دیکھ رہے تھے کہ امیر المؤمنین کو دیر کیوں ہوگئی؟ اور وہ ہیں کہاں؟

تھوڑی دیر بعد حضرت عمر بن خطاب امیر المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسجد میں داخل ہوئے اور منبر پر بیٹھ کر لوگوں سے معذرت کرنے لگے کہ میرے اس کپڑے کے دھلنے نے مجھے آنے میں دیر کروادی، یہ دھل رہا تھا اور میرے پاس دوسرا کپڑا نہیں ہے۔

(سوبڑے زاہدین اوران کے سردار حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ص:91)

۳۰۔عدل ومساوات

امیر المؤمنین حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس بے شمار کپڑے آئے، آپ نے انہیں لوگوں میں تقسیم فرمادیا ہر شخص کو ایک کپڑا ملا۔ پھر آپ منبر پر تشریف لائے اور خطبہ دینے لگے آپ نے جو لباس پہنا ہوا تھا اس میں دو کپڑے تھے۔ آپ نے خطبہ میں ارشاد فرمایا لوگو! سنو اور اطاعت کرو۔

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہم نہ سنیں گے نہ اطاعت کریں گے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا کیوں اے ابوعبداللہ؟

انہوں نے فرمایا کہ آپ نے ہمیں کپڑوں کی تقسیم میں ایک ایک کپڑا دیا اور خود آپ نے دو کپڑے لے لیے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اے ابوعبداللہ جلدی مت کرو۔ پھر زور سے پکارا اے عبداللہ بن عمر! تمہیں اللہ تعالیٰ کا واسطہ دیتا ہوں بتاؤ میں نے دوسرا کپڑا جو پہنا ہے کیا یہ تمہارا ہے؟

انہوں نے عرض کیا "ہائے اللہ، جی ہاں۔"

یہ سن کر حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اب ہم آپ کی بات سنیں گے اور اطاعت بھی کریں۔

(سوبڑے زاہدین اوران کے سردار حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ص:92)

۳۱۔انفاق فی سبیل اللہ

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو خیبر میں زمین ملی تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ مجھے خیبر میں زمین ملی ہے اور اس سے پہلے مجھے اس سے زیادہ نفیس مال نہیں ملا۔ میرے لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا حکم ہے؟

تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تم چاہو تو اسے رکھ لو ورنہ اسے غریبوں کے لیے صدقہ کردو۔

چنانچہ حضرت عمر فاوق رضی اللہ عنہ نے وہ زمین غریبوں کے لیے صدقہ کردی۔ (سوبڑے زاہدین اوران کے سردار حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ص:94)

۳۲۔خود پسندی سے نفرت

1۔حضرت عمر فارق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک مرتبہ آہستگی سے منبر پر غم سے نڈھال جسم کے ساتھ چڑھے، اپنا گلا صاف کیا اور لوگوں کو پکارا،

چنانچہ مسجد لوگوں سے کھچا کھچ بھر گئی۔ پھر آپ نے ارشاد فرمایا، اے لوگو! میں نے خود کو اس حال میں دیکھا کہ میں بنی مخزوم سے تعلق رکھنے والے اپنے ماموؤں کی بکریاں چرایا کرتا تھا اور اس کی اجرت ایک مٹھی بھر کھجور میں ہوا کرتی تھیں، یہ کہہ کر آپ منبر سے اتر آئے اور دہشت سرگوشیاں بلند ہونے لگیں۔

پھر حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ آپ کے قریب آئے اور خاموشی کو توڑتے ہوئے فرمانے لگے اے امیر المؤمنین! یہ ارشاد فرمانے سے آپ کا کیا مقصد تھا؟

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے اپنے کپکپاتے ہونٹوں کو جنبش دی اور آنسوؤں سے لبریز آنکھوں کے ساتھ فرمایا میں اپنے نفس کے ساتھ تنہائی میں تھا تو اس نے کہا تو امیر المؤمنین ہے اور تیرے اور اللہ کے درمیان کوئی اور نہیں ہے، لہٰذا تجھ سے افضل کون ہوسکتا ہے۔ لہٰذا میں نے یہ چاہا کہ اپنے نفس کو اس کی اصل حیثیت کی پہچان کرادوں۔(سو بڑے زاہدین اور ان کے سردار حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ص:95)

2۔ ایک دن منبر پر آپ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص میرا کوئی عیب جانتا ہے وہ بیان کردے، تو ایک شخص نے کھڑے ہوکر کہا کہ آپ میں دو عیب ہیں، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا چہرہ روشن اور رخسار منور ہوگئے، مسکرا کر فرمایا بتاؤ وہ کیا ہیں؟ اللہ تم پر رحم کرے۔

اس شخص نے کہا کہ آپ کے پاس دو قمیصیں ہیں، ایک پہنتے ہو دوسری اتار کے رکھتے ہو اور کھانے کی دو قسمیں آپ کے دسترخوان پر ہوتی ہیں اور اتنی عام لوگوں کو میسر نہیں ہیں۔

یہ سن کر حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کی قسم آئندہ میں دو قمیصیں ہرگز نہیں رکھوں گا، نہ دو کھانے ایک دسترخوان پر جمع کروں گا۔ چنانچہ پھر آپ ہمیشہ اس پر کاربند رہے حتیٰ کہ آپ اللہ تعالیٰ کے پاس چلے گئے۔

(سو بڑے زاہدین اور ان کے سردار حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ص:95)

۳۳۔خدمت بیت المال

سخت گرمی میں اہل عراق کا ایک وفد جس کے قائد احنف بن قیس تھے آپہنچا اور یہ لوگ امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کو ڈھونڈ رہے تھے، چنانچہ انہوں نے آپ کو اس حال میں پایا کہ عمامہ اترا ہوا تھا اور اسے اپنی کمر پر عبا کے گرد لپیٹا ہوا تھا اور آپ صدقے کے اونٹوں کی خدمت کررہے تھے۔ چنانچہ جب آپ نے احنف کو دیکھا تو انہیں آواز لگائی، اے احنف اپنے کپڑے اتار کر آؤ اور امیر المؤمنین کی مدد کرو کیونکہ ان اونٹوں میں یتیم، مسکین اور بیواؤں کا حق ہے۔

اس منظر نے لوگوں کو حیران کردیا تھا، ایک شخص نے عرض کیا امیر المؤمنین اللہ تعالیٰ آپ کی مغفرت فرمائے آپ صدقہ کے غلاموں میں سے کسی کو حکم کیوں نہیں دیتے جو آپ کے بدلے یہ کام کرلیتا اور آپ کو بھی اس سختی سے چھٹکارا مل جاتا۔

یہ سن کر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہٗ نے عظیم لوگوں کے تواضع میں فرمایا مجھ سے اور احنف سے بڑا غلام کون ہوسکتا ہے؟ کیونکہ جو شخص مسلمانوں کے کسی معاملے کا ذمہ دار ہے وہی ان کی طرف سے مسئول بھی ہے اور اس پر ان کے لیے وہ کچھ کرنا واجب ہے جو کسی غلام کے لیے مثلاً اپنے آقا کی خیر خواہی اور امانت کی ادائیگی وغیرہ ضروری ہے۔(سو بڑے زاہدین اور ان کے سردار حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ص:95)

۳۴۔ذمہ داری

1۔مدینہ منورہ کے راستوں پر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہٗ تیزی سے چلتے چلے جارہے تھے، راستے میں حضرت علی رضی اللہ عنہٗ سے ملاقات ہوئی۔

امیر المومنین کہاں؟ حضرت علی رضی اللہ عنہٗ نے حیرت سے سوال کیا

تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہٗ نے بغیر رکے جواب دیا کہ صدقے کا ایک اونٹ گم ہوگیا ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہٗ نے اپنے ہاتھوں کو حیرت سے پلٹتے ہوئے فرمایا، آپ اپنے بعد والوں کو مشکل میں ڈال رہے ہیں۔

تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ اگر ایک بکری بھی فرات کے کنارے چلی جائے تو قیامت کے دن عمر سے اس کا مواخذہ ہوگا۔ (سو بڑے زاہدین اور ان کے سردار حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ص:96)

2۔حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہٗ نے اپنی گردن جھٹک کر نیند کا غبار جھاڑا اور رعیت کی خبر گیری کے لیے نکل پڑے، اچانک ایک عورت کو دیکھا جو ننگے پیر اندھیرے سے نکل کر آرہی تھی اور اس کی کمر پر مشکیزہ لٹکا ہوا تھا، آپ نے اس سے رات گئے اندھیرے میں پانی لانے کی وجہ پوچھی تو اس نے بتایا کہ اس کے چھوٹے چھوٹے بچے ہیں اور اس کے پاس کوئی خادم نہیں ہے، لہٰذا وہ رات میں نکل کر ان کے لیے پانی وغیرہ کا انتظام کرتی ہے اور دن میں وہ بچوں کی تنہائی کے خوف سے نہیں نکلتی۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہٗ کا دل اس کا یہ حال دیکھ کر پارہ پارہ ہوگیا، آپ نے اس سے وہ مشکیزہ لے کر اسے اس کے گھر تک پہنچایا اور جاتے ہوئے فرمایا کہ صبح عمر کے پاس جانا وہ تمہارے لئے خادم کا انتظام کردے گا۔

اس نے کہا کہ ان تک تو پہنچنا مشکل ہوگا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہٗ نے فرمایا وہ تمہیں مل جائیں گے ان شاء اللہ۔

چنانچہ صبح وہ عورت حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہُ کے ہاں پہنچی دیکھا تو پہچان گئی کہ یہ وہی رات والا اللہ کا بندہ ہے، چنانچہ الٹے پاؤں حیاء کے مارے لوٹ گئی۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہُ نے اس کا خرچ اور ایک خادم مہیا کرنے کا حکم فرما کر اس کے پیچھے پیچھے اس کے گھر پہنچا دیا۔

(سو بڑے زاہدین اور ان کے سردار حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ص:97)

۳۵۔حیا

ایک دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حجرے میں لیٹے ہوئے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پنڈلی مبارک کھلی ہوئی تھی۔اتنے میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہٗ اجازت لے کر آئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم یوں ہی لیٹے رہے اور ان سے باتیں کرتے رہے پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہٗ اجازت لے کر اندر آئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم یوں ہی لیٹے رہے اور ان سے بھی یونہی باتیں کرتے رہے، پھر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہٗ نے اندر آنے کی اجازت طلب کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سیدھے ہو کر بیٹھ گئے، کپڑے درست

کیے اور پنڈلیاں بھی ڈھانپ لیں اور ان کو اندر بلالیا، جب وہ آئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے بھی باتیں کیں اور پھر وہ چلے گئے۔ یہ دیکھ کر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے تعجب سے عرض کیا کہ جب حضرت ابو بکر آئے تو آپ اٹھ کر نہیں بیٹھے اور ان کی پرواہ نہ کی، پھر حضرت عمر کے آنے پر بھی آپ اٹھ کر نہیں بیٹھے اور پرواہ نہ کی لیکن جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ آئے تو آپ اٹھ کر بیٹھ گئے اور کپڑے بھی درست فرمائے؟

تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہونٹوں پر مسکراہٹ آگئی اور فرمایا کہ اے عائشہ! رضی اللہ عنہا کیا میں اس شخص سے حیا نہ کروں جس سے فرشتے حیا کرتے ہوں۔ (سو بڑے زاہدین اور ان کے سردار حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ص:100)

۳۶۔سخاوت (۳)

1۔ایک دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو جمع کیا اور انہیں دردناک آواز میں نصیحت کی اور ایک کنوئیں کو خریدنے کی ترغیب دلائی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کہ کون ہے جو رومہ کنوئیں کو خریدے اور مسلمانوں کے ڈولوں کے ساتھ اپنا ڈول جنت میں اس سے اچھا حاصل کرے؟

چنانچہ یہ کلمات جیسے ہی حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہٗ کے کانوں تک پہنچے آپ اس کام کے لیے اٹھ کھڑے ہوئے اور یہ آواز آپ کے اس دل میں خواہش بن گئی جو بھلائی اور سخاوت سے معمور تھا۔ چنانچہ آپ نے اس یہودی سے بات چیت شروع کر دی اور اس سے آدھا کنواں بارہ ہزار درہم پر خرید کر مسلمانوں کے لئے وقف کر دیا۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کی باری والے دن مسلمان اس سے خوب پانی بھرتے۔ اس کے بعد اس یہودی نے کہا میرا کنواں میرے لیے بیکار ہوگیا ہے لہٰذا اس کا باقی آدھا بھی آپ خرید لیں، چنانچہ مزید آٹھ ہزار درہم دے کر وہ بقیہ آدھا کنواں بھی حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے خرید لیا۔ (سو بڑے زاہدین اور ان کے سردار حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ص:101)

2۔افسوس اور غم کی حالت میں ایک مرتبہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر تشریف لائے اور جہاد کے لیے لوگوں کو خرچ کرنے کی ترغیب فرمانے لگے۔ارشاد فرمایا، کون ہے جو اس تنگ دست لشکر کو تیار کرائے؟

حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک سو اونٹ مجاہد کے ساز و سامان سمیت میری طرف سے ہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر ترغیب دی تو حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہٗ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ میری طرف سے دو سو اونٹ ساز و سامان سمیت۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تیسری مرتبہ ترغیب دی تو حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہٗ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے راستے میں تین سو اونٹ ساز و سامان سمیت میری طرف سے ہیں۔

یہ سن کر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم منبر سے نیچے تشریف لائے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ انور پر خوشی کے آثار تھے اور چہرے کی

لکیریں چمک رہی تھیں ۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہ فرما رہے تھے آج کے بعد عثمان جو بھی عمل کرے اس سے کوئی پوچھ گچھ نہیں ہوگی۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہٗ نے مسجد میں کیے ہوئے اعلان پر ہی اکتفا نہیں کیا بلکہ ساڑھے نوسو اونٹ ساز وسامان سمیت اس لشکر کے لیے دیئے اور پچاس گھوڑے ساز وسامان سمیت دے کر ہزار سواریاں پوری کر دیں ۔ادھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم لشکر کی تیاری سے فارغ ہوئے اور لشکر آفاق میں اللہ کا دین پھیلانے کے لئے روانہ ہونے کو تھا، حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ ایک تھیلی لیے ہوئے تشریف لائے جس میں ایک ہزار دینار تھے، لا کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جھولی میں ڈال دی ۔رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس تھیلی کو دونوں ہاتھوں میں لے کر الٹتے پلٹتے جاتے اور فرماتے جاتے کہ آج کے بعد عثمان جو بھی عمل کرے وہ اسے نقصان نہیں دے گا۔

(سو بڑے زاہدین اور ان کے سردار حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ۔ص:102)

۳۷۔مسجد کی توسیع

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے محسوس کیا کہ مسجد نمازیوں سے پر ہوگئی ہے تو مسجد کی توسیع کی فکر لاحق ہوگئی لیکن مال کی فراہمی کے حوالے سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم رنجیدہ سے ہو گئے ۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے، باری تعالیٰ کی حمد وثناء کی، پھر لوگوں میں منادی فرمائی کہ کون ہے جو آل فلاں کی زمین خرید کر مسجد میں شامل کر دے اور جنت میں اس سے بہتر زمین حاصل کر لے ۔اس وقت حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے بھی سنا اور فوراہی جا کر وہ زمین اس کے مالکان سے پچیس ہزار میں خرید کر مسجد کے لیے وقف کر دی۔

(سو بڑے زاہدین اور ان کے سردار حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ۔ص:103)

۳۸۔صدقہ

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہٗ کے زمانے میں قحط کی صورت بن گئی لوگ آپ کے پاس جمع ہوئے کہ اس کا سد باب کیا جائے ۔آپ نے فرمایا لوٹ جاؤ اور صبر کرو۔تھوڑے ہی دنوں بعد حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہٗ شام سے سو اونٹوں کا قافلہ لے کر آئے جس پر گندم اور دوسرا غلہ لدا تھا۔مدینہ کے تاجر دوڑے دوڑے حضرت عثمان کے پاس گئے، دروازہ کھٹکھٹایا وہ باہر تشریف لائے تو بات چیت شروع ہوئی۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہٗ: کیا چاہتے ہو؟

تاجر حضرات: قحط کا زمانہ ہے ۔بارشیں نہیں ہوئیں غلہ نہیں اگا۔لوگ سخت پریشانی میں ہیں ۔ہمیں پتہ چلا ہے کہ آپ کے پاس کھانے کی اشیاء ہیں وہ ہمیں بیچ دیں تاکہ ہم غریب مسلمانوں پر آسانی کر سکیں۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہٗ: ضرور! تشریف لائیے خریداری کیجئے ۔ چنانچہ وہ لوگ اندر داخل ہوئے اور کھانے کی مختلف اشیاء دیکھنے لگے جو قافلہ لے کر آیا ہے۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہٗ نے پوچھا تاجر حضرات ان اشیاء کے خریدنے اور شام سے مدینے لانے تک کے صلے میں آپ مجھے کتنا منافع دیں گے؟

تاجر حضرات: ہم دس پر بارہ دیں گے۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ: مجھے تو اور زیادہ مل رہا ہے۔
تاجر حضرات: ہم دس پر چودہ دیں گے۔
حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ: مجھے تو اور زیادہ مل رہا ہے۔
تاجر حضرات: چلو ہم پندرہ دیں گے۔
حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ: مجھے اس سے بھی زیادہ مل رہا ہے۔
تاجر حضرات: بڑی حیرانی سے بولے اے ابوعمر و مدینہ میں ہمارے علاوہ کوئی اور تاجر نہیں ہے تو آپ کو کون ہے جو اور زیادہ دے رہا ہے؟

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ مجھے زیادہ عطا فرمارہے ہیں۔ ہر درہم کے بدلے دس درہم۔کیا تمہارے پاس اس سے زیادہ دینے کو ہے؟

تاجر حضرات سر جھکا کر حیاء سے بولے ہاے اللہ! نہیں۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا سنو میں اللہ تعالیٰ کو گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ میں نے سارا غلہ مسلمانوں کے غریب لوگوں کے لیے صدقہ کر دیا۔ (سو بڑے زاہدین اور ان کے سردار حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ص:103)

۳۹۔زہد(۱)

ایک سخت گرم دن میں حضرت علی رضی اللہ عنہ اپنے ساتھیوں سے ملے۔آپ نے ایک سخت کھردرا موٹا کپڑا پہنا ہوا تھا جس پر پیوند لگے ہوئے تھے، کسی ساتھی نے ازراہ ہمدردی عرض کیا امیر المؤمنین آپ اس سے نرم کپڑے کا اپنے لیے لباس کیوں نہیں بنالیتے؟

آپ نے جواب دیا کہ یہ کپڑا تکبر کو میرے قریب آنے سے روکتا ہے، میری نمازوں میں خشوع پر میری مدد کرتا ہے اور یہ لباس لوگوں کے لئے نیک رہنما ہے تا کہ وہ اسراف اور تکبر نہ کریں۔پھر آپ نے یہ آیت تلاوت کی

تِلْكَ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِيْنَ لَا يُرِيْدُوْنَ عُلُوًّا فِي الْاَرْضِ وَلَا فَسَادًا ۭ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ ۝ (القصص: 83)

یہ دار آخرت ہے جسے ہم ان لوگوں کا ٹھکانہ بنائیں گے جو زمین میں بلندی اور فساد نہیں چاہتے، اور اچھا انجام تقوی والوں کا ہے۔

(سو بڑے زاہدین اور ان کے سردار حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ص:110)

۴۰۔تواضع وانکساری

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایک قطعہ زمین خریدا اور اس میں کنواں کھدوایا، لوگ کنواں کھود رہے تھے کہ اس میں سے میٹھا ٹھنڈا پانی پھوٹ پڑا۔لوگ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو خوش خبری دینے بھاگے۔حضرت علی رضی اللہ عنہ نے خوشخبری سن کر تواضع سے سر جھکا لیا گویا وہ خود سے سرگوشی کر رہے تھے۔فرمایا کہ اس سے وارث ضرور خوش ہوں گے۔چنانچہ آپ نے بلند آواز سے پکارا۔"اے لوگو! میں اللہ تعالیٰ کو گواہ

بتاتا ہوں کہ میں نے پانی کا یہ چشمہ اور زمین اللہ تعالیٰ کے راستے میں فقراء اور مساکین کو صدقہ کر دی ہے۔

(سو بڑے زاہدین اور ان کے سردار حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ص:112)

۴۱۔سوکھے ٹکڑے

حضرت علی رضی اللہ عنہ، سوکھے ٹکڑوں کے لقموں کے ذریعے بھوک کو شکست دیتے تھے۔ دوپہر کے وقت تکبرا (بغداد کے قریب ایک شہر ہے) کا عامل آپ سے ملنے آیا، دروازے پر پہنچا تو کوئی دربان نظر نہ آیا جو اس کو داخل ہونے سے روکتا۔ چنانچہ وہ اجازت لے کر اندر داخل ہو گیا دیکھا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اکڑوں بیٹھے ہوئے ہیں ان کے سامنے ایک پیالہ اور ایک پانی سے بھرا برتن ہے پھر آپ ایک چھوٹی سی تھیلی لے کر آئے، تھیلی دیکھ کر اس شخص نے دل میں سوچا کہ یقینا حضرت امیر المؤمنین کا مجھے انعام دینے کا ارادہ ہو گیا ہے، یہ مجھے کوئی جوہر یا کوئی اچھی چیز دینے والے ہیں۔

ادھر حضرت علی رضی اللہ عنہ، نے وہ تھیلی کھولی تو اس میں سوکھی روٹی کا ٹکڑا تھا جو آپ نے برتن میں ڈال دیا اور اس پر تھوڑا سا پانی ڈال دیا اور اس شخص سے فرمایا آؤ میرے ساتھ کھالو۔

اس شخص نے حیرت سے کہا، اے امیر المؤمنین! آپ یہ کچھ کر رہے ہیں؟ حالانکہ آپ عراق میں ہیں اور عراق میں کھانے کی چیزیں اس سے بہت زیادہ ہیں؟

حضرت علی رضی اللہ عنہ، نے خشوع اور زہد کے ساتھ جواب دیا لیکن اللہ کی قسم! یہ روٹی میرے پاس مدینے سے آتی ہے کیونکہ مجھے یہ نا پسند ہے کہ میں اپنے پیٹ میں پاک چیز کے علاوہ کوئی چیز داخل کروں۔ (سو بڑے زاہدین اور ان کے سردار حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ص:113)

۴۲۔دنیا

ایک دن حضرت علی رضی اللہ عنہ، کا غلام قنبر بڑی تیزی سے آپ کے پاس آیا اور خیر خواہانہ طریقے سے عرض کیا اے امیر المؤمنین آپ تو ایسے شخص ہیں کہ کوئی چیز نہیں بچا رکھتے اور آپ کے اہل بیت کا اس مال میں حق ہے اور میں نے آپ کے لیے کچھ چیز چھپا کر رکھی ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ، نے خوف زدہ ہو کر فرمایا، کیا چیز ہے وہ؟

قنبر نے کہا آپ میرے ساتھ آئیے۔ چنانچہ یہ دونوں چلے اور ایک چھوٹے سے گھر میں داخل ہوئے اس میں ایک بڑی بوری سلی جو دیوار کے نچلے حصے کے ساتھ رکھی تھی، آپ نے اسے کھول کر دیکھا تو وہ سونے چاندی کے برتنوں سے بھری ہوئی تھی۔

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، نے غصے سے قنبر کو دیکھا اور پھر فرمایا تیری ماں تجھے گم کرے کیا تو میرے گھر میں بڑی آگ داخل کرنا چاہتا تھا۔ پھر آپ اسے لوگوں میں تقسیم کرنے میں لگ گئے، جب وہ سب مال ختم ہو گیا تو بڑبڑانے کے انداز سے فرمانے لگے، اے دنیا میرے علاوہ کسی اور کو دھوکہ دینے کی کوشش کر۔ (سو بڑے زاہدین اور ان کے سردار حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ص:113)

۴۳۔زہد کی ترغیب

حضرت عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ کے کانوں تک یہ بات پہنچی کہ ان کے بیٹے نے ایک ہزار درہم کا نگینہ خریدا ہے، آپ نے فوراً

اپنے بیٹے کو خط لکھا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم نے ایک ہزار درہم میں کوئی نگینہ خریدا ہے، فوراً اس نگینے کو بیچ دو اور ایک ہزار (لوگوں کے) پیٹ بھرو اور دو درہم کی انگوٹھی بنا لو، اس کا نگینہ لوہے کا بناؤ اور اس پر لکھو'' رحم اللہ امرأ عرف قدر نفسہ ''اللہ اس شخص پر رحم کرے جو اپنے نفس کی قدر پہچان لے۔ (سو بڑے زاہدین اور ان کے سردار حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ص:119)

۴۴۔تقویٰ

1۔ایک دن حضرت عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ کے پاس غنیمت کی مشک (خوشبو) لائی گئی آپ نے فوراً ہاتھ سے ناک پکڑ کر بند کر دی، فرمانے لگے مشک سے نفع سونگھ کر اٹھایا جاتا ہے، مجھے یہ پسند نہیں کہ دوسرے مسلمانوں کے بغیر میں اسے سونگھوں۔(ص:119)

2۔حضرت عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ مملکت کے اونٹ تک استعمال نہیں فرماتے تھے حالانکہ بیت المال آپ کی نگرانی میں تھا۔ ایک مرتبہ آپ نے ایک عامل کو خط لکھا کہ وہ ان کے لیے شہد خرید کر بھیجے۔لیکن مسلمانوں کے اموال (اجتماعی مال، بیت المال) میں سے کسی چیز کو اس کے لیے استعمال نہ کرے۔

چنانچہ اس عامل نے شہد خرید کر بھیجا لیکن ڈاک کے گھوڑوں پر لاد کر بھیجا۔جب شہد حضرت عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ کے پاس پہنچا تو آپ نے لانے والے سے دریافت کیا کہ کس چیز پر لائے؟ اس نے کہا ڈاک پر، تو حضرت عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ نے وہ شہد بیچ کر اس کی قیمت بیت المال میں جمع کرانے کا حکم دے دیا۔ (سو بڑے زاہدین اور ان کے سردار حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ص:119)

۴۵۔پیشرووں کا طرز

ایک دن مسلمہ بن عبد الملک، خلیفہ حضرت عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آیا دیکھا کہ آپ اپنے گھر کے کونے میں بیٹھے ہیں اور تہبند اوڑھا ہوا ہے۔مسلمہ نے سمجھا کہ شائید آپ بیمار ہیں تو پوچھنے لگا کہ امیر المؤمنین آپ کو کیا ہوا ہے؟

حضرت عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ نے جواب دیا کہ کچھ نہیں ہوا، بس اتنی سی بات ہے کہ میں اپنے تہبند کے سوکھنے کا انتظار کر رہا ہوں۔اس نے پوچھا کوئی دوسرا تہبند کیوں نہیں بنا لیتے؟

حضرت عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ رونے لگے حتیٰ کہ آپ کی داڑھی پر آنسو بہنے لگے اور آپ بار بار یہ آیت دہراتے جاتے

تِلْكَ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِيْنَ لَا يُرِيْدُوْنَ عُلُوًّا فِي الْاَرْضِ وَلَا فَسَادًا ۭ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ ○(القصص:83)

یہ دار آخرت ہے جسے ہم ان لوگوں کا ٹھکانہ بنائیں گے جو زمین میں بلندی اور فساد نہیں چاہتے، اور اچھا انجام تقوی والوں کا ہے۔

(سو بڑے زاہدین اور ان کے سردار حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ص:120)

۴۶۔ایک کپڑا

ایک مرتبہ حضرت عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ بیمار ہو گئے، آپ کی عیادت کرنے کے لیے آپ کا چچا زاد اور برادر نسبتی مسلمہ بن عبد الملک آیا۔دیکھا کہ آپ نے ایک میلی سی قمیص پہنی ہوئی ہے۔تو اپنی بہن فاطمہ سے کہنے لگا کہ اے فاطمہ امیر المؤمنین کی قمیص دھو دو۔تو

انہوں نے کہا کہ ان شاء اللہ دھو دوں گی۔

پھر دوبارہ جب وہ عیادت کے لیے آیا تو وہی میلی قمیص پہنے دیکھا تو غصہ سے اپنی بہن سے کہا کہ میں نے تمہیں امیر المؤمنین کی قمیص دھونے کا کہا تھا؟ لوگ ان کی عیادت کے لیے آتے ہیں۔تو ان کی بہن فاطمہ نے افسوس سے کہا کہ بھائی خدا کی قسم! امیر المؤمنین کے پاس دوسری قمیص نہیں ہے (کہ وہ پہن لیں اور اس قمیص کو دھولیا جائے)۔(سو بڑے زاہدین اور ان کے سردار حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ص:120)

۴۷۔ایثار

ایک مرتبہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے چار سو دینار لیے اور انہیں ایک تھیلی میں ڈال کر غلام کو فرمایا کہ جاؤ یہ حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کے پاس لے جاؤ اور دیکھنا کہ وہ ان سے کیا کرتے ہیں؟

چنانچہ غلام گیا اور وہ تھیلی حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کے ہاتھ میں دے کر کہا کہ یہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے بھیجی ہے کہ آپ اسے اپنی بعض ضروریات میں خرچ فرمالیں۔حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے وہ تھیلی لے لی اور فرمایا اللہ تعالیٰ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کو صلہ دے اور ان پر رحم فرمائے،اور پھر اپنی باندی کو آواز دی،اے لڑکی! یہاں آؤ یہ سات درہم فلاں کو دے آؤ،یہ پانچ فلاں کو اور یہ فلاں کو حتیٰ کہ چار سو درہم ختم کر دیئے۔یہ دیکھ کر غلام نے جا کر حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کو صورت حال بیان کر دی تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کا شکر ہے جس نے اسلام میں ایسے لوگ پیدا کیے ہیں جن کا عمل ایسا ہے۔

(سو بڑے زاہدین اور ان کے سردار حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ص:128)

۴۸۔تقدیر بر رضا

ملک شام میں طاعون پھیل گیا حتیٰ کہ وہاں کوئی گھر نہیں بچا جس سے کوئی ایک جان اس طاعون نے نہ لی ہو۔چنانچہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کو لکھا کہ وہ جلدی سے مدینہ آنے کی کوشش کریں۔

حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے جب خط پڑھا تو فرمانے لگے کہ میں امیر المؤمنین کا مقصد سمجھ گیا ہوں کہ وہ اس کو بچانا چاہتے ہیں جو باقی رہنے والا نہیں۔پھر آپ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کو جوابی خط لکھا کہ میں آپ کا مقصد سمجھ گیا ہوں لیکن اپنے ارادے سے مجھے آزاد کر دیجیے،کیونکہ میں مسلمان فوج کا ایک سپاہی ہوں اور ان لوگوں سے دور نہیں ہوسکتا۔

جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے جوابی خط پڑھا تو بہت روئے۔کسی نے پوچھا کیا حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ وفات پا گئے؟ آپ نے فرمایا نہیں۔ (سو بڑے زاہدین اور ان کے سردار حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ص:128)

۴۹۔ریا

ایک مرتبہ امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہٗ روضہ اطہر کے پاس آئے تو دیکھا کہ حضرت معاذ رضی اللہ عنہٗ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک کے پاس بیٹھے رو رہے ہیں۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہٗ نے پوچھا کہ اپنے نبی پر رورہے ہو؟

تو حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے ہچکیوں میں جواب دیا کہ نہیں۔ لیکن میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی جگہ یہ فرماتے سنا تھا کہ معمولی سی ریاء بھی شرک ہے اور اللہ تعالیٰ کو اپنے بندوں میں وہ تقویٰ والے لوگ زیادہ محبوب ہیں جو جب موجود نہ ہوں تو انہیں ڈھونڈا نہیں جاتا اور جب موجود ہوں تو پہنچانے نہیں جاتے یہی لوگ علم کے چراغ اور ہدایت کے ائمہ ہیں۔

(سوبڑے زاہدین اور ان کے سردار حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ ص:133)

۵۰۔ زہد (۲)

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہٗ ملک شام پہنچے اور اس کے اطراف گاؤں و دیہات کا دورہ کیا حتیٰ کہ حمص میں جا کر اترے۔ وہاں کے دوسرے ذمہ داروں سے فرمایا کہ یہاں کے فقراء کے نام لکھ کر دیئے جائیں۔ انہوں نے فہرست حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہٗ کے حوالے کی تو اس میں حضرت سعید بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کا نام بھی تھا۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے نام دیکھ کر پوچھا یہ سعید بن عامر کون ہے؟

جواب ملا کہ یہ ہمارے امیر ہیں۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے حیرت سے پوچھا کہ تمہارا امیر بھی فقراء میں شامل ہے؟

انہوں نے جواب دیا جی ہاں۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے پوچھا کہ ان کا وظیفہ اور رزق کہاں جاتا ہے؟ تمہارا گورنر غریب کیسے ہوسکتا ہے؟

ان لوگوں نے کہا اے امیر المؤمنین وہ اپنی کوئی چیز مساکین کو دینے سے بچا نہیں پاتے۔

یہ سن کر حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ رونے لگے حتیٰ کہ آپ کی داڑھی آنسوؤں سے تر ہوگئی۔ پھر آپ نے ایک ہزار دینار ایک تھیلی میں ڈالے اور ان کے پاس بھجوا دیئے اور قاصد کو کہا کہ ان کو کہنا کہ ان سے اپنی ضروریات میں مدد لے لیں۔ چنانچہ جب قاصد ان کے پاس آیا تو انہوں نے تھیلی لے کر دیکھا تو اس میں دینار تھے۔ انہوں نے دیکھ کر اناللہ پڑھی اور ان پر رنج وغم کی کیفیت طاری ہوگئی۔ ان کی بیوی نے یہ منظر دیکھا تو پوچھا کیا ہوا؟ کیا امیر المؤمنین وفات پاگئے؟

انہوں نے فرمایا کہ نہیں اس سے بھی عظیم بات ہے۔

بیوی نے پوچھا کیا قیامت کی نشانیوں میں سے کوئی نشانی ظاہر ہوئی ہے؟

آپ نے فرمایا کہ اس سے بھی بڑی بات ہوئی ہے۔

بیوی کے صبر کا پیمانہ لبریز ہوگیا کہنے لگی ہوا کیا ہے؟

وہ اپنے چہرے سے غم کھرچ چکے تھے فرمانے لگے کہ دنیا میرے پاس آئی ہے۔ میرے گھر میں فتنہ داخل ہوا ہے، یہ دنیار ہیں۔

ان کی بیوی نے کہا آپ ان کا جو دل چاہے کیجیے۔

چنانچہ آپ نے جلدی جلدی تھیلی باندھی اور باہر نکلے ، دیکھا کہ مسلمانوں کا ایک لشکر جہاد پر روانہ ہو رہا تھا۔ انہوں نے وہ سارے دینار ان میں تقسیم کر دیئے ۔ جب واپس آئے تو بیوی نے کہا کہ اللہ تعالیٰ آپ پر رحم کرے اگر کچھ دینار بچا لیتے تو ہم اس سے کچھ گزارا کر لیتے ۔
تو حضرت سعید بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے کہ اگر اہل جنت کی کوئی عورت زمین پر اتر آئے تو ساری زمین مشک کی خوشبو سے بھر جائے ۔ اس لیے واللہ اگر میرے بس میں ہوتا تو میں ان پر تمہیں ترجیح دیتا۔ یہ سن کر وہ چپ ہو گئیں ۔ (سو بڑے زاہدین اور ان کے سردار حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ۔ص:136)

۵۱۔ چار شکوے

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گرد اہل حمص جمع تھے وہ عاملوں کی شکایتیں بہت کرتے تھے ۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ان سے پوچھا اے اہل حمص ! تم کو اپنے امیر سے کیا شکایتیں ہیں ؟
انہوں نے کہا کہ ہمیں اپنے امیر سے چار شکایتیں ہیں ۔
حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بے چین ہو گئے ، پیشانی عرق آلود ہو گئی ، انہوں نے اللہ تعالیٰ سے گڑ گڑا کر دعا کی اے اللہ ! سعید کے بارے میں میرے گمان کو ناکام مت ہونے دینا ۔ چنانچہ آپ نے فوراً حضرت سعید بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور اہل حمص کو آمنے سامنے لا بٹھایا اور پھر پوچھا ہاں اب کہو تمہیں کیا شکایت ہے ؟
لوگوں نے کہا کہ یہ دن چڑھنے سے پہلے باہر نہیں آتے ؟
حضرت سعید بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا میں اس سے پہلے باہر نکلنا ناپسند نہیں کرتا بلکہ مجبوری یہ ہے کہ میرے گھر میں کوئی خادم نہیں ہے اس لیے میں خود آٹا گوندھتا ہوں پھر انتظار کرتا ہوں حتیٰ کہ وہ خمیرہ ہو جائے پھر اپنی روٹی پکا کر وضو کر کے باہر نکلتا ہوں ۔
حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے پھر پوچھا دوسری کیا شکایت ہے ؟
لوگوں نے کہا کہ یہ رات کو کسی کی آواز کا جواب نہیں دیتے ۔
حضرت سعید بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا کہ میں نے دن کا وقت ان کے لیے رکھا ہے اور رات اپنے رب تعالیٰ کے لیے رکھی ہے ۔
حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا تیسری شکایت کیا ہے ؟
لوگوں نے کہا کہ مہینے میں ان کا ایک دن ایسا ہے کہ یہ اس میں گھر سے باہر نہیں آتے ؟
حضرت سعید بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا کہ ایک تو یہ کہ میرے پاس خادم نہیں ہے دوسرے یہ کہ میرے پاس دوسرا لباس نہیں ہے کہ میں بدل لوں اس لیے میں بیٹھا رہتا ہوں تاکہ کپڑا سوکھ جائے پھر میں ان کے پاس دن کے آخری حصے میں جاتا ہوں ۔
حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا چوتھی شکایت کیا ہے ؟
ان لوگوں نے کہا کہ بعض دن یہ بڑے غمگین رہتے ہیں ؟

حضرت سعید بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا کہ میں حضرت خبیب بن عدی انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قتل کے دن مکہ میں موجود تھا۔ قریش ان کا گوشت کاٹ چکے تھے اور انہوں نے اسے ایک لکڑی پر اٹھایا اور کہا کہ کیا تم یہ پسند کرتے ہو کہ آج تمہاری جگہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہوتے؟ تو خبیب نے کہا کہ مجھے یہ بھی پسند نہیں کہ میں اپنے گھر والوں کے ساتھ ہوں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک کانٹا بھی چبھے، پھر انہوں نے زور سے کہا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔

میں جب بھی وہ دن یاد کرتا ہوں مجھے وہ غم لاحق ہو جاتا ہے اور میرا ان کی مدد نہ کرنا مجھے یاد آتا ہے تو مجھے یہ گمان ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ میرے اس گناہ کو کبھی معاف نہیں کرے گا اس لیے مجھے وہ غم لاحق ہو جاتا ہے۔

اس لیے یہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خوشی سے پکار کر کہا اللہ تعالیٰ کا شکر ہے جس نے میری فراست کو ناکام نہیں کیا۔

پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کے پاس ایک ہزار دینار بھیجے اور فرمایا کہ ان کو اپنے معاملات میں استعمال کر کے سہارا لو۔ تو انہوں نے وہ دینار لیکر آل فلاں کی بیواؤں، فلاں قوم کے یتیموں اور فلاں قوم کے پریشان لوگوں تک بھجوا دیئے۔ اس کے بعد چند دینار بچے تو وہ انہوں نے اپنی بیوی کو دے دیئے کہ ان سے گھر کا خرچ چلاؤ۔ اس کے بعد اپنی ذمہ داری کی طرف لوٹ گئے۔

(سو بڑے زاہدین اور ان کے سردار حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ ص:137)

۵۲۔ زہد و خشیت

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیمار ہو گئے۔ امیر المؤمنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ عیادت کے لیے تشریف لائے پوچھا کہ کیا محسوس کر رہے ہیں؟

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا اپنے گناہ۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا کس چیز کو دل چاہ رہا ہے؟

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا میرے رب کی رحمت اور اس کی رضا کو۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا کسی اچھے طبیب کا انتظام کیا جائے؟

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا کہ طبیب نے ہی تو بیمار کیا ہے۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا کچھ رقم وغیرہ کا انتظام کروں؟

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا کہ مجھے اس کی ضرورت نہیں۔

وفات کے وقت آپ رونے لگے، کسی نے پوچھا آپ رو رہے ہیں حالانکہ آپ صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کیوں نہ روؤں؟ میں اس چیز پر سوار ہوا جس کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے منع فرماتے تھے اور جو حکم دیا اس کو میں نے چھوڑا۔ دنیا اپنے حال پر چلی جائے گی اور اعمال لوگوں کی گردنوں کے ہار بن کر باقی رہ جائیں گے۔ اگر نیک ہوئے تو معاملہ نیک ہوگا۔ برے ہوئے تو معاملہ بھی برا ہوگا۔ (سو بڑے زاہدین اور ان کے سردار حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ ص:149)

۵۳۔زہد کی حالت

دو پہر کے وقت امیر شام حبیب بن مسلمہ نے حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کو تین سو دینار بھیجے اور کہلوایا کہ انہیں اپنی ضرورتوں میں خرچ کرلیں۔حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے قاصد کو کہا کہ انہیں واپس لے جاؤ یا کہا اسے ہم سے زیادہ اللہ تعالیٰ پر غیرت کھانے والا نہیں ملا؟ اللہ کی قسم ہمارے لیے یہ سایہ بہت ہے جس کے پیچھے ہم چھپے رہتے ہیں اور بکریوں کا گلہ ہمارے پاس آجاتا ہے ہماری یہ خادمہ اپنی خدمات ہمیں صدقہ کرتی رہتی ہے اور چادر ہمارے لباس سے زائد موجود ہے اور میں ڈرتا ہوں کہ فاضل زائد مال پر میرا احساب نہ ہوجائے۔ (سو بڑے زاہدین اور ان کے سردار حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ص:152)

۵۴۔گھر کا حال

امیر المؤمنین حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہٗ شام گئے اور وہاں رعیت کے احوال معلوم کرنے لگے اور اپنے ساتھیوں صحابہ کے حال کو دیکھنا شروع کیا۔چنانچہ آپ حضرت ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کے مکان پر آئے۔دروازہ کھٹکھٹایا اور السلام علیکم کہا۔

اندر سے حضرت ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے وعلیکم السلام کہا اور فرمایا کون؟

حضرت عمر رضی اللہ عنہٗ نے فرمایا کیا میں اندر آجاؤں؟

حضرت ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ آپ کو پہچانے نہیں لیکن فرمایا آجائیے۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے دروازے کو دھکیلا تو وہ کھل گیا، دیکھا کہ دروازے میں کنڈی تھی ہی نہیں جس سے دروازہ بند کرتے ہیں۔حضرت عمر رضی اللہ عنہٗ نے اندر دیکھا تو گھر میں اندھیرا تھا، چراغ نہیں تھا،لہٰذا زمین ٹٹولتے ہوئے حضرت ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کے قریب پہنچ کر بیٹھ گئے۔بچھونے کو ٹٹولا تو وہ زمین تھی اور تکیہ ٹٹولا تو وہ اونٹ کی کمر پر رکھنے والا کپڑا تھا۔اوڑھنے کا کپڑا ٹٹولا تو وہ ایک پتلی سی چادر تھی۔

اتنے میں حضرت ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے پوچھا کون ہے؟ امیر المؤمنین ہیں کیا؟

حضرت عمر رضی اللہ عنہٗ نے فرمایا جی ہاں، پھر فرمایا اللہ رحم کرے۔آپ پر کچھ وسعت کردوں؟

حضرت ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے زاہدین کی ثابت قدمی سے جواب دیا،اے عمر! کیا تمہیں وہ حدیث یاد ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں فرمائی تھی؟

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے پوچھا کون سی حدیث؟

حضرت ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے بتایا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ تم میں سے ہر ایک کے گزارے کا سامان مسافر کے توشہ سفر کے برابر ہونا چاہیے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے فرمایا ہاں یاد ہے۔

حضرت ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے آنسو بہاتے ہوئے فرمایا اے عمر! ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کیا کیا؟

اس کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ دونوں روتے رہے حتیٰ کہ فجر طلوع ہوگئی۔

(سو بڑے زاہدین اور ان کے سردار حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ص:159)

۵۵۔سخاوت وزہد

1۔حضر موت سے حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس سات لاکھ درہم آئے۔رات کو بڑے بے چین رہے۔تو یہ کیفیت دیکھ کر ان کی زوجہ ام کلثوم (جو حضرت ابو بکر صدیق کی صاحبزادی تھیں) نے پوچھا کہ آپ کو کیا ہوا؟

انہوں نے فرمایا آج رات میں نے غور وفکر کیا تو میں نے کہا کہ اس شخص کا گمان اپنے رب کے ساتھ کیسا ہوگا جو اس حال میں رات گزارے کہ اس کے گھر میں اتنا مال رکھا ہو۔

ام کلثوم نے کہا کہ جب صبح ہو تو برتن اور تھالیاں منگا کر (ان میں رکھ کر) تقسیم کر دینا۔

یہ سن کر حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا، اللہ تم پر رحمت کرے تم ایک موفق باپ کی موفق بیٹی ہو (یعنی اچھی بات کہنے اور اچھی رائے دینے والے جس سے دوسرے کو سمجھ آجائے)۔چنانچہ حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے صبح تھالیاں اور پیالے منگوائے اور مہاجرین وانصار میں یہ درہم تقسیم کر دیئے۔

پھر انہیں ان کی زوجہ نے کہا اے ابو محمد! کیا اس مال میں ہمارا کوئی حصہ نہیں ہے؟

تو حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ پھر تم نے آج پورے دن میں کیوں نہیں کہا؟ لو یہ باقی درہم رکھ لو، یہ کہہ کر تھیلی نکال کر انہیں دی تو اس میں مشکل سے ایک ہزار درہم بچے ہوں گے۔(سو بڑے زاہدین اور ان کے سردار حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ص:162)

2۔ایک اعرابی نے آکر حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کچھ مانگا اور صلہ رحمی کا واسطہ دیا۔تو حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ تم نے وہ واسطہ دیا ہے کہ آج تک کسی نے یہ واسطہ دے کر مجھ سے کچھ نہیں مانگا۔میری ایک زمین ہے جس کے بدلے حضرت عثمان تین لاکھ درہم دے رہے ہیں۔لیکن میں نے ابھی تک بیچی نہیں ہے جاؤ وہ زمین لے لو۔لیکن اگر تم چاہو تو میں عثمان کو زمین بیچ کر رقم تمھیں دے دوں، اگر چاہو تو زمین ہی رکھ لو۔بہر حال حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے زمین بیچ کر رقم اس سائل کو دے دی۔

(سو بڑے زاہدین اور ان کے سردار حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ص:162)

۵۶۔اللہ کے راستے میں لٹانے والا

حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک زوجہ محترمہ حضرت سعدی بنت عوف مریہ کہتی ہیں کہ میں ایک دن حضرت طلحہ کے پاس آئی تو دیکھا کہ بڑے غم وفکر میں ڈوبے ہوئے ہیں، میں نے پوچھا کہ آپ کو کیا ہوا؟ کیا میری کسی بات نے آپ کو غمگین کر دیا ہے؟

انہوں نے فرمایا نہیں واللہ تم تو بہت اچھی بیوی ہو۔لیکن میرے پاس رقم ہے اس نے پریشان کر رکھا ہے۔

سعدی نے کہا کہ غم کس بات کا؟ اپنی قوم کو یہ رقم بانٹ دیں۔

یہ سنتے ہی حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے غلام کو آواز لگائی، اے لڑکے میرے پاس میری قوم کو بلا کر لے آؤ۔چنانچہ انہوں

نے قوم والوں کو مال تقسیم کر دیا۔

سعدی کہتی ہیں کہ میں نے حساب رکھنے والے سے پوچھا کہ انہوں نے اپنی قوم کو کتنی رقم دی؟

تو غلام نے جواب دیا کہ چار لاکھ۔

حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، تاجر تھے۔ انہوں نے بنو تمیم کا کوئی بے سہارا شخص نہیں چھوڑا جس کی امداد (کرکے اسے غنی) نہ کیا ہو۔ اس کا قرض نہ اتارا ہو۔ وہ سیدہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو ہر سال دس ہزار درہم بھجوایا کرتے تھے۔ اور ایک دن ایک لاکھ درہم صدقہ کیے۔ (سو بڑے زاہدین اور ان کے سردار حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ ص:163)

۵۷۔ آنکھوں کی بینائی

حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کی آنکھوں کی روشنی ختم ہو گئی۔ عیادت کرنے والوں میں سے کسی نے کہا کہ اگر آپ دعا کریں تو آپ کی بینائی لوٹ آئے گی۔ مگر آپ کا دل صبر کی لذت سے بھرا ہوا تھا فرمانے لگے اتنا عرصہ گذر جانے کے باوجود میں اپنے گناہوں کی مغفرت کی دعا سے فارغ نہیں ہوسکا تو اب آنکھ کی بینائی کے لیے کیسے دعا کروں؟ (سو بڑے زاہدین اور ان کے سردار حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ص:157)

۵۸۔ انسانی اوقات

ایک مرتبہ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، قریش کے حلقہ کو پھلانگتے ہوئے گزرے تو ایک شخص نے کہا تمہاری اوقات اور تمہارا نسب کیا ہے، کس بنیاد پر تم قریش کی گردنوں کو پھلانگ رہے ہو؟

یہ بات سن کر حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کو رونا آ گیا، فرمانے لگے کہ تم نے میری اوقات اور میرا نسب پوچھا ہے میں ایک گندے نطفے سے بنا ہوں اور آج فکر اور عبرت کا سامان ہوں، کل کو مرنے کے بعد بدبودار سڑی لاش ہوں گا اور جب اعمال نامے کھولے جائیں گے، میزان قائم ہو گا اور لوگوں کو فیصلہ سنانے کے لیے بلایا جائے گا اور اعمال نامے ترازو میں رکھے جائیں گے تو اگر ترازو کا پلڑا جھک گیا تو میں معزز و کریم شخص ہوں اور اگر ترازو کا پلڑا نہیں جھکا تو میں کمینہ اور ذلیل ہوں، یہ ہے میری اوقات اور سب لوگوں کی اوقات۔

(سو بڑے زاہدین اور ان کے سردار حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ص:165)

۵۹۔ زہد و کسب

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کو حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے ملنے کا شوق ہوا تو آپ کو بلوالیا اور اپنے ساتھ رکھ کر خوب خدمت کی۔ پھر (کچھ عرصے بعد) پوچھا کہ میرے بھائی تمہیں میری کوئی بات بری لگی ہو تو بتا دیں؟

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ، نے فرمایا مجھے یہ بات معلوم ہوئی کہ آپ ایک دسترخوان پر گھی اور گوشت ایک ساتھ رکھتے ہیں اور یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ آپ کے دو لباس ہیں ایک آپ گھر میں پہنتے ہیں اور دوسرا پہن کر باہر نکلتے ہیں۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ، نے پوچھا کہ اس کے علاوہ کوئی اور بات ہے؟

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ فرمایا نہیں۔
چنانچہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہٗ نے فرمایا اب آئندہ ایسا کبھی نہیں کروں گا۔
(سو بڑے زاہدین اور ان کے سردار حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ ص:166)

۶۰۔کسب حلال

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کا وظیفہ پانچ ہزار تھا اور آپ تیس ہزار کے قریب مسلمانوں کے امیر تھے۔آپ لوگوں کو خطبہ ایسی عبا پہن کر دیا کرتے تھے جس کا کچھ بچھاتے اور کچھ حصہ اوڑھ کر سوتے تھے۔جب وظیفہ ملتا تو اسے اللہ کے راستے میں خرچ کر دیتے اور صدقہ کر دیتے تھے۔
حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ اپنے ہاتھ سے کام کرکے اسی کمائی سے کھاتے تھے۔چنانچہ وہ آپ ایک درہم کے کھجور کے پتے خریدتے اور ان کو صحیح کر کے (یعنی قابل استعمال بنا کر مختلف اشیاء بنانے کے لیے) بازار میں تین درہم میں بیچ دیتے۔ایک درہم کے مزید پتے لے لیتے،ایک درہم گھر کے خرچ کے لیے دیتے اور ایک درہم صدقہ کر دیتے اور فرماتے کہ اگر کام کاج کرنے سے مجھے حضرت عمر رضی اللہ عنہٗ امیر المؤمنین بھی منع کریں گے تو میں باز نہیں آؤں گا۔(سو بڑے زاہدین اور ان کے سردار حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ص:166)

۶۱۔بے گھر گورنر

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کا کوئی گھر نہ تھا حالانکہ یہ مدائن کے گورنر تھے۔یہ آپ جہاں ہوتے وہاں سائے میں بیٹھ جایا کرتے تھے۔ایک مرتبہ ایک شخص نے آپ سے عرض کیا کہ ہم آپ کے لیے ایک گھر بنا دیں تاکہ آپ دھوپ کی تپش اور سردی میں ٹھنڈ سے بچ سکیں۔آپ نے انکار کیا مگر وہ شخص اصرار کرتا رہا چنانچہ آپ نے ہاں کہہ دی۔پھر جب وہ شخص جانے لگا تو آپ نے پیچھے سے آواز دی اور فرمایا کہ ایسا گھر بنانا جیسا میں نے بنانے کی نیت کی ہے۔اس شخص نے عرض کیا کہ ایسا گھر آپ کے لیے بنائیں گے کہ جب آپ کھڑے ہوں تو اس کی چھت سے سر ٹکرا جائے اور جب لیٹیں تو پاؤں دیوار سے ٹکرا جائیں۔آپ نے اثبات میں سر ہلا دیا۔چنانچہ جیسا کہا تھا ویسا گھر بن گیا۔ (سو بڑے زاہدین اور ان کے سردار حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ص:167)

۶۲۔غلامانہ لباس

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ ایک دن سخت گرم دھوپ میں باہر نکلے،موٹا سا اونی جبہ پہنا ہوا تھا،کسی نے کہا کہ اگر آپ اس سے نرم کپڑا پہن لیں تو اچھا ہے۔
حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے اپنا سر انکار میں ہلایا اور متواضعانہ لہجے میں فرمایا کہ میں ایک غلام ہوں اور ویسا ہی لباس پہنتا ہوں جیسا کہ کوئی غلام پہنتا ہے۔جب میں مروں گا تو ایسا لباس پہنوں گا جس کے کنارے کبھی بوسیدہ نہیں ہوں گے۔
(سو بڑے زاہدین اور ان کے سردار حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ص:167)

۶۳۔مسافر کا توشہ

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ بستر مرگ پر تھے۔حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ آپ کی عیادت کرنے تشریف لائے، جب آپ کے نزدیک بیٹھے تو حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ رونے لگے حتیٰ کہ ان کے رخساروں پر آنسو بہنے لگے۔

حضرت سعد نے فرمایا کہ اے ابوعبداللہ آپ کیوں روتے ہیں؟ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب دنیا سے تشریف لے گئے تو آپ سے راضی تھے اور کل آپ ان سے حوض کوثر پر ملیں گے۔

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے جواب دیا کہ میں موت سے ڈر کر نہیں رو رہا اور نہ ہی دنیا کی حرص میں رو رہا ہوں لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے عہد لیا تھا کہ تم میں ہر ایک کا گزارے کا سامان اتنا ہونا چاہیے کہ جتنا مسافر کا توشہ ہوتا ہے اور میں خود کو دیکھتا ہوں کہ میں اس حد سے آگے نکل گیا ہوں، یہ کہہ کر پھر رونے لگے (حالانکہ ان کے پاس صرف ایک پیالہ، ایک صفائی کی کوئی چیز اور ایک کپڑے دھونے کا برتن تھا)۔

حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے فرمایا کہ اے ابوعبداللہ ہمیں بھی کوئی نصیحت کر دیں (کوئی وعدہ لے لیں) تاکہ ہم آپ کے بعد اس پر عمل کریں؟

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے فرمایا جب کوئی ارادہ کرو تو اس وقت اللہ کو یاد کرنا اور جب کوئی فیصلہ کرنے لگو اور جب تقسیم کرنے لگو تو اپنے خرچ کے وقت اللہ تعالیٰ کو یاد کرنا۔ (سو بڑے زاہدین اور ان کے سردار حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ص:168)

۶۴۔فتنے کی جگہیں

حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے ایک دن لوگوں کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ خبردار فتنوں کی جگہوں سے بچو۔

کسی نے پوچھا کہ فتنے کی جگہیں کیا ہیں؟

حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے فرمایا امیروں کے دروازے۔کیونکہ تم میں سے کوئی وہاں جاتا ہے تو جھوٹ بول کر اس کی تصدیق کرتا ہے اور وہ بات کہتا ہے جو اس میں ہوتی نہیں۔(سو بڑے زاہدین اور ان کے سردار حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ص:170)

۶۵۔کوتاہ امیدی

حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ ایک مرتبہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے صبح کے وقت ملے اور پوچھا کہ میں دیکھتا ہوں کہ جب تم بیت الخلاء کے لیے جاتے ہو تو نہایت آہستہ قدموں کے ساتھ جاتے ہو اور جب بیت الخلاء سے نکلتے ہو تو بڑی تیزی سے چلتے ہوئے جاتے ہو؟

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہٗ نے فرمایا کہ جب بیت الخلاء کے لیے آتا ہوں تو اس وقت باوضو ہوتا ہوں اس لیے آہستہ چلتا ہوں اور جب بیت الخلاء سے نکلتا ہوں تو بے وضو ہوتا ہوں لہٰذا تیز اس لیے چلتا ہوں کہ کہیں وضو کرنے سے پہلے پہلے موت نہ آجائے۔

یہ سن کر حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہٗ نے فرمایا کہ اے ابوہریرہ رضی اللہ عنہٗ تمہاری امید تو بڑی طویل ہے مجھے تو ایک قدم اٹھانے کے بعد

دوسرا قدم رکھنے پر بھی موت کا خوف ہوتا ہے۔

۶۶۔امیری میں فقیری

امیر المؤمنین حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہٗ کا معمول تھا کہ جب کسی جگہ کسی شخص کو امیر بنا کر بھیجتے تو وہاں کے زعماء کو خط لکھتے کہ میں فلاں کو امیر بنا کر بھیج رہا ہوں لہٰذا اس کی اطاعت کرنا، چنانچہ جب حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کو مدائن بھیجا تو حسب معمول لکھا کہ میں فلاں کو بھیج رہا ہوں اس کی اطاعت کرنا۔

ان لوگوں نے آپس میں کہا کہ یہ کوئی بڑی شان وشوکت والا آدمی ہوگا۔لہٰذا وہ لوگ استقبال کرنے کے لیے باہر نکلے۔ادھر سے حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ گدھے پر سوار دونوں ٹانگیں ایک طرف کو کیے ہوئے ان کے پاس سے گزرے (اتنی عاجزی سے بیٹھنے والے کو) وہ لوگ پہچان نہ سکے کہ یہ امیر ہو سکتے ہیں۔

لوگوں نے حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے عرض کیا کہ آپ ہم سے جو مطالبہ کرنا چاہیں کر سکتے ہیں؟

حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے جواب دیا کہ جب تک میں تمہارے ہاں ہوں میرے کھانے اور میرے جانور کے چارے کا انتظام کر دیا کرنا۔پھر حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ وہاں کافی عرصہ رہے۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کو حضرت عمر رضی اللہ عنہٗ نے خط لکھ کر بلوایا اور جب ان کے آنے کا وقت معلوم ہوا تو راستے میں کہیں چھپ کر بیٹھ گئے۔دیکھا تو حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ اسی طرح گدھے پر سوار آرہے ہیں جس طرح یہاں سے گئے تھے۔چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہٗ یہ دیکھ کر خوش خوش حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے ملے اور انہیں اپنے ساتھ لپٹا کر فرمایا تم میرے بھائی ہو اور میں تمہارا بھائی ہوں۔ (سو بڑے زاہدین اور ان کے سردار حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ص:171)

۶۷۔دروازے پر لکھنا

مدینہ منورہ میں ایک شخص نے اپنا مکان بنوایا، جب وہ مکان مکمل ہوگیا تو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہٗ وہاں سے گزرے۔اس شخص نے آپ سے کہا کہ حضرت مجھے بتائیے کہ میں اس کے دروازے پر کیا لکھوں؟

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہٗ نے فرمایا لکھ دے کہ میں اس کے بگڑنے کے لیے بناتا ہوں، موت کے لیے پیدا ہوا ہوں اور اپنے وارث کے لیے مال جمع کر رہا ہوں۔

وہاں ایک اعرابی کھڑا تھا اس نے پکار کر کہا اے شیخ تم نے بہت بری بات کہی۔یہ سن کر وہ مالک مکان بولا تیرا ستیاناس ہو یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہٗ ہیں۔(سو بڑے زاہدین اور ان کے سردار حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ص:175)

۶۸۔تواضع کی حالت

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہٗ ایک دن بازار سے اپنی کمر پر ایندھن لادے ہوئے گزر رہے تھے، ان دنوں آپ خلیفہ مروان بن حکم کی

طرف سے گورنر تھے۔لوگوں نے جب آپ کو دیکھا تو ایک شخص نے کہا کہ امیر محترم کے لیے راستہ چھوڑ و۔
حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اس شخص کو جواب دیا اللہ تعالیٰ تجھے نیکی دے اتنا راستہ ہی کافی ہے۔
(سو بڑے زاہدین اوران کے سردار حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ص:175)

۶۹۔پسندیدہ چیز

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک باندی جس کا نام رمیہ تھا وہ ہر طرح سے خوبصورت تھی۔حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب اسے دیکھا اور وہ انہیں اچھی لگی تو فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ
تم نیکی کو ہرگز نہیں پاسکتے جب تک اپنی پسندیدہ چیز میں سے خرچ نہ کرو۔(آل عمران:92)
اور میں تجھے دنیا میں پسند کرتا ہوں لہذا جاؤ تم اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے آزاد ہو۔
(سو بڑے زاہدین اوران کے سردار حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ص:179)

۷۰۔یتیموں کالحاظ

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایک مرتبہ تازہ مچھلی کھانے کی خواہش ہوئی چنانچہ مدینہ منورہ سے کئی میل دور سے مچھلی لائی گئی اور ان کے لیے بھونی گئی اور روٹیاں پکائی گئیں۔پھر جب افطار کے وقت دسترخوان پر سجائی گئی تو پہلے اسے دیکھتے رہے پھر فرمایا کہ اسے فلاں قوم کے یتیموں کے پاس لے جاؤ۔
بیوی نے عرض کیا کہ آپ اپنی خواہش تو پوری فرمالیں پھر لے جائیں گے،تو حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ان کے پاس لے جاؤ اگر وہ یتیم اس سے خواہش پوری کرلیں گے تو میں نے بھی اپنی خواہش پوری کرلی۔
(سو بڑے زاہدین اوران کے سردار حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ص:179)

۷۱۔نرم کپڑا

ایک شخص نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کو موٹا کھردرا لباس پہنے دیکھا تو اسے رحم سا آیا۔تو وہ ایک نرم کپڑا لیکر آیا۔آپ نے اس پر ہاتھ پھیرا تو وہ نرم تھا چنانچہ آپ نے وہ اسے واپس کردیا اور فرمایا کہ مجھے ڈر ہے کہ اگر میں اس کو پہنوں تو کہیں متکبر اور اترانے والا نہ بن جاؤں اور اللہ تعالیٰ متکبر اور اترانے والوں کو پسند نہیں کرتا۔ (سو بڑے زاہدین اوران کے سردار حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ص:181)

۷۲۔زہد و توکل

حضرت عامر بن قیس رحمۃ اللہ علیہ کی بھتیجی دودھ کی بنی روٹی ان کے افطار کرنے کے لیے لائی،اتنے میں ایک سائل نے آواز لگائی، کون ہے جو بھوکے پیٹ کو کھانا کھلائے؟
حضرت عامر بن قیس رحمۃ اللہ علیہ نے سائل کی بات سے متاثر ہوکر اپنی بھتیجی سے کہا کہ اے بھیجی!کیا یہ روٹی میری ہے اور میں اس

کے ساتھ جو چاہوں کروں؟

اس نے کہا کیوں نہیں؟

چنانچہ حضرت عامر بن قیس رحمۃ اللہ علیہ نے وہ روٹی سائل کو دے دی، تو ان کی بھتیجی دوسری چیز لے آئی تو حضرت عامر بن قیس رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا لاؤ تو وہ ایک کھجور لائی، تو آپ نے کھجور کھا کر اوپر سے پانی پی لیا، پھر فرمایا میری بھتیجی یہ پیٹ ایک برتن ہے جو چیز اس میں ڈالو گے یہ بھر جائے گا اور وہ چیز ذخیرہ بن کر باقی رہے گی جو تم آگے بھیجو گی۔

(سو بڑے زاہدین اور ان کے سردار حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ص:196)

۷۳۔ دنیا کے ذکر سے اعراض

حضرت ابومسلم خولانی رحمۃ اللہ علیہ ایک مسجد میں داخل ہوئے، وہاں کچھ لوگوں کو بیٹھے دیکھا وہ اس طرح بیٹھے تھے جیسے اللہ کا ذکر کر رہے ہوں چنانچہ آپ ان کے پاس بیٹھ گئے تو ان میں سے ایک یہ کہہ رہا تھا کہ میرا غلام آیا اور اسے یہ ملا وہ ملا۔ دوسرا کہہ رہا تھا میں نے غلام کو سامان وغیرہ دیا۔

حضرت ابومسلم خولانی رحمۃ اللہ علیہ نے ان کی طرف دیکھا اور حیرت سے سبحان اللہ کہا اور فرمایا جانتے ہو تمہاری اور میری مثال کیسی ہے؟ ایک شخص نے شدید بارش سے بچنے کے لیے ادھر ادھر دیکھا تو ایک بڑا دروازہ دیکھا تو سوچنے لگا کہ میں اس مکان میں داخل ہو جاؤں تاوقتیکہ بارش ختم ہو جائے چنانچہ وہ اندر گیا تو دیکھا کہ مکان کی چھت نہیں تھی۔ میں بھی تمہارے پاس آ کر بیٹھا امید تھی کہ تم اللہ کا ذکر اور نیکی کی بات کر رہے ہو گے مگر تم تو دنیادار نکلے۔ (سو بڑے زاہدین اور ان کے سردار حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ص:202)

۷۴۔ عبادت اور خشوع

حضرت ابومسلم خولانی رحمۃ اللہ علیہ کثیر عبادت اور بہت خشوع والے تھے۔ مسجد میں ایک کوڑا لٹکا رکھا تھا۔ اگر نماز میں نیند یا سستی پیدا ہوتی تو یہ کوڑا اٹھا کر اپنی پنڈلی پر ایک دو ضرب لگاتے پھر دوبارہ نماز پڑھنے لگ جاتے۔ (سو بڑے زاہدین اور ان کے سردار حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ص:202)

۷۵۔ حی علی الفلاح

حضرت ربیع بن خثیم رحمۃ اللہ علیہ کے ایک حصے پر فالج ہو گیا تھا لیکن دو افراد کے سہارے مسجد جاتے۔ کسی نے کہا اے ابو یزید! اللہ تعالیٰ نے آپ کو رخصت دی ہے اگر آپ نماز گھر میں پڑھیں (تو جائز ہے)۔

آپ نے جواب دیا لیکن میں حی علی الفلاح پکارتے سنتا ہوں اور جو شخص اسے سنے تو اسے چاہیے کہ اس کی پکار پر لبیک کہے اگرچہ گھٹنوں کے بل گھسٹ کر جائے۔ (سو بڑے زاہدین اور ان کے سردار حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ص:209)

۷۶۔ بددعا سے احتراز

حضرت ربیع بن خثیم رحمۃ اللہ علیہ کا گھوڑا چوری ہو گیا۔ کسی نے کہا کہ چور کے لیے بددعا کریں تو آپ نے فرمایا نہیں بلکہ میں دعا کروں

گا اور پھر ہاتھ اٹھا کر دعا فرمائی اے اللہ اگر وہ چور مالدار ہے تو اس کی مغفرت فرما اور اگر غریب ہے تو اسے غنی فرما۔

(سو بڑے زاہدین اور ان کے سردار حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ص:209)

۷۷۔ دنیا کی حقیقت

1۔حضرت مسروق بن اجدع رحمۃ اللہ علیہ ایک دن اپنے خچر پر سوار تھے، ان کے پیچھے ان کا بھتیجا بیٹھا تھا۔آپ نے اسے کہا کہ تجھے دنیا دکھاؤں؟ یہ کہہ کر حیرہ کے پرانے کچرا گھر کے پاس لے گئے اور فرمایا یہ ہے دنیا۔لوگوں نے کھایا اور اسے فنا کر دیا۔ پہنا تو اسے بوسیدہ کر دیا۔ (سو بڑے زاہدین اور ان کے سردار حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ص:212)

2۔حضرت مسروق بن اجدع رحمۃ اللہ علیہ پر ایک دن گرمی کے موسم میں روزے کی حالت میں غشی طاری ہوگئی۔صاحبزادی نے عرض کیا ابا جان روزہ توڑ دیں۔آپ نے فرمایا تم نے میرے ساتھ یہ کہہ کر کیا چاہا؟

اس نے کہا کہ نرمی اور آسانی چاہی تھی۔آپ فرمانے لگے میری بچی! میں تو اپنے لیے اس دن میں آسانی تلاش کر رہا ہوں جو دن پچاس ہزار سال کے برابر ہوگا۔پھر فرمانے لگے کہ کسی شخص کے لیے اتنا علم کافی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے ڈرنے لگے اور کسی شخص کے لیے اتنا جہل کافی ہے کہ اس کو اپنے عمل پر عجب پیدا ہونے لگے۔(سو بڑے زاہدین اور ان کے سردار حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ص:212)

۷۸۔ دنیاداری سے بیزاری

ایک شخص نے حضرت شفیق بن سلمہ ابو وائل رحمۃ اللہ علیہ کو خوشخبری دیتے ہوئے بتایا کہ آپ کا صاحبزادہ قاضی بن گیا ہے۔تو اسے جواب دیا کہ واللہ اگر تو میرے پاس اس کی موت کی خبر لاتا تو میرے لیے زیادہ پسندیدہ بات ہوتی۔ پھر زور سے اپنی باندی کو آواز دی اے برکہ! اگر ہمارا بیٹا، بیٹی کوئی چیز لائے تو مت لینا اور جب ہمارا کوئی ساتھی کچھ لائے تو لے لینا۔(سو بڑے زاہدین اور ان کے سردار حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ص:229)

۷۹۔ زبان اور ہاتھ سے دوسروں کو محفوظ رکھنا

زبرقان نامی شخص بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت شفیق بن سلمہ ابو وائل رحمۃ اللہ علیہ کے پاس موجود تھا کہ میں نے حجاج بن یوسف کو برا بھلا کہا اور اس کی برائیاں بیان کرنی شروع کر دیں۔تو حضرت شفیق بن سلمہ ابو وائل رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اسے برا بھلا مت کہو، تمہیں کیا پتہ کہ اس نے اے رب مجھے معاف کر دے، کہا ہو اور رب تعالیٰ نے اس کی مغفرت کر دی ہو۔

(سو بڑے زاہدین اور ان کے سردار حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ص:229)

۸۰۔ شوق عبادت

حضرت ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ جب رات آتی اور لوگ اپنے بستروں میں چھپ جاتے تو آپ اپنا ایک خاص لباس نکالتے (نیا جوڑا پہنتے) خوشبو لگاتے اور مسجد چلے جاتے اور صبح تک مسجد میں عبادت کرتے رہتے، جب صبح ہو جاتی تو گھر آ کر وہ نیا جوڑا اتار کر دوسرا لباس پہنتے پھر نماز فجر کے لیے مسجد تشریف لے جاتے۔ (سو بڑے زاہدین اور ان کے سردار حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ص:243)

۸۱۔تقویٰ اور زہد

1۔حضرت ابراہیم نخعی رحمتہ اللہ علیہ نے ایک جانور سواری کے لیے کرائے پر لیا۔اس پر کہیں جا رہے تھے کہ ہاتھ سے کوڑا گر گیا۔آپ نے گھوڑے کو آگے لیجا کر باندھا پھر واپس پیدل آئے کوڑا اٹھا کر اس پر دوبارہ سوار ہو گئے۔
لوگوں نے تعجب سے عرض کیا اگر آپ جانور کو موڑ کر وہیں لے جاتے اور پھر کوڑا اٹھاتے تو آسان تھا۔آپ نے فرمایا کہ میں نے جانور کرائے پر اس لیے لیا ہے کہ اس پر چلا جاؤں،اس لیے نہیں کہ اسے دوبارہ موڑ کر لے کر آؤں۔

(سو بڑے زاہدین اور ان کے سردار حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ص:244)

2۔حضرت ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ کی بیوی وفات کر گئی۔اس کا کافی سارا مال تھا جو آپ نے اس کے (والدین اور بہن بھائیوں) کے حوالے کر دیا۔کسی نے پوچھا کہ انہوں نے تو مال آپ کو ہبہ کر دیا تھا؟
آپ نے فرمایا ہاں کیا تو تھا مگر ان دنوں وہ بیمار تھی۔پھر آپ نے وہ سارا ان کے ورثاء کو دے دیا۔

(سو بڑے زاہدین اور ان کے سردار حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ص:244)

۸۲۔امراء کے ہدایا سے بیزاری

حضرت عبداللہ بن محیریز رحمۃ اللہ علیہ امراء اور بادشاہوں کے ہدایا و تحائف قبول نہیں کرتے تھے۔ایک مرتبہ خلیفہ عبدالملک نے ان کے لیے ایک باندی ہدیہ بھیجی تو حضرت عبد اللہ بن محیریز رحمۃ اللہ علیہ اپنا گھر چھوڑ کر نکل گئے اور اس میں آتے ہی نہ تھے۔یہ بات خلیفہ عبدالملک کو بتائی گئی کہ اے امیر المؤمنین! آپ نے حضرت عبداللہ بن محیریز رحمۃ اللہ علیہ کو گھر بدر کر دیا ہے۔خلیفہ نے کہا وہ کیسے؟
لوگوں نے بتایا کہ اس باندی کی وجہ سے جو آپ نے حضرت عبداللہ بن محیریز رحمۃ اللہ علیہ کو بھیجی تھی۔چنانچہ خلیفہ عبدالملک نے کسی کو بھیج کر وہ باندی واپس منگوا لی اور پھر آپ بھی اپنے گھر واپس آ گئے۔(سو بڑے زاہدین اور ان کے سردار حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ص:247)

۸۳۔تقویٰ وخشیت

حضرت عبداللہ بن محیریز رحمۃ اللہ علیہ ایک مرتبہ کپڑا خریدنے خوردہ فروش کی دکان پر گئے۔دکاندار انہیں جانتا نہ تھا۔آپ نے پوچھا یہ کپڑا کتنے کا ہے؟ خوردہ فروش نے قیمت بتائی۔اتنے میں دوسرے دکاندار نے جو انہیں جانتا تھا آواز لگائی کہ یہ حضرت عبد اللہ بن محیریز رحمۃ اللہ علیہ ہیں ان سے اچھی طرح معاملہ کرنا۔
یہ سن کر حضرت عبداللہ بن محیریز رحمۃ اللہ علیہ کا رنگ بدل گیا،فرمانے لگے کہ میں اپنے مال سے کپڑا خریدنے آیا ہوں نہ کہ دین سے یہ کہہ کر دکان سے نکل گئے اور وہاں سے کچھ نہ خریدا۔ (سو بڑے زاہدین اور ان کے سردار حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ص:247)

۸۴۔دنیاوی ضرورت

سالم بڑی قدر و فضیلت والے انسان تھے۔ایک مرتبہ سلیمان بن عبدالملک کے پاس تشریف لے گئے تو وہ انہیں مستقل خوش آمدید

(مرحبا) کہتا رہا اور اوپر لے جاتا رہا حتی کہ اپنے ساتھ شاہی تخت پر بٹھایا۔

ایک مرتبہ خلیفہ ہشام بن عبد الملک کعبہ میں داخل ہوا تو دیکھا کہ حضرت سالم بن عبد اللہ رحمۃ اللہ علیہ اپنے زاہدانہ انداز سے بیٹھے ہیں اور ان کے ہونٹ ہل رہے ہیں۔ مگر ان کی سرگوشی کی آواز سمجھ میں نہیں آرہی تھی۔ خلیفہ ہشام بن عبد الملک نے کہا کہ اے سالم! آپ کی کوئی ضرورت ہو تو مجھ سے مانگ لیجیے۔

حضرت سالم بن عبد اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے تسبیح روک کر اسے دیکھا اور فرمایا کہ مجھے حیا آتی ہے کہ میں اللہ تعالیٰ کے گھر میں کسی اور سے کچھ مانگوں۔ ہشام حضرت سالم بن عبد اللہ رحمۃ اللہ علیہ کا جواب سن کر خاموشی سے حیرت کے ساتھ انہیں تکتا رہا اور جب حضرت سالم بن عبد اللہ رحمۃ اللہ علیہ بیت اللہ سے نکلے تو ہشام ان کے پیچھے چلا اور اس سے پہلے کہ لوگ ان کے گرد ہجوم کر کے سوال اور فتویٰ پوچھنے لگیں تو اس نے اپنی بات دوبارہ دہرائی اور کہا کہ اب آپ بیت اللہ سے نکل آئے ہیں اب اپنی کوئی ضرورت بتائیے؟

حضرت سالم بن عبد اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے پوچھا دنیاوی یا اخروی ضرورت؟

اس نے کہا کوئی دنیاوی ضرورت بتائیے؟

حضرت سالم بن عبد اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ دنیاوی ضرورت تو میں نے اس ذات سے نہیں مانگی جو ان کی مالک ہے تو اس سے کیسے مانگوں جو اس کا مالک بھی نہیں ہے۔ (سو بڑے زاہدین اور ان کے سردار حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ ص:249)

۸۵۔غذا

ایک مرتبہ حضرت سالم بن عبد اللہ رحمۃ اللہ علیہ خلیفہ ولید بن عبد الملک کے پاس آئے تو ولید حضرت سالم بن عبد اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے جسم اور ہیبت کو دیکھ کر بڑا حیران ہوا جو کہ حضرت عمر بن خطاب کے بڑا مشابہہ تھا۔ پوچھنے لگا کہ آپ کی جسامت بہت خوبصورت ہے آپ کی غذا کیا ہے؟

حضرت سالم بن عبد اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے جواب دیا کہ سوکھی روٹی اور زیتون۔

خلیفہ ولید کو اس جواب سے بڑی حیرت ہوئی، اس نے بڑے دہشت کے انداز میں پوچھا کہ کیا آپ اسے گوارا کر لیتے ہیں۔ (یعنی کیا یہ آپ کو اچھا لگتا ہے)۔

حضرت سالم بن عبد اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے زیرلب مسکراہٹ کے ساتھ جواب دیا کہ میں کھانا چھوڑے رکھتا ہوں حتی کہ (بھوک کی وجہ سے) مجھے یہ کھانا بھی اچھا لگتا ہے چنانچہ جب اچھا لگتا ہے کھا لیتا ہوں۔ (سو بڑے زاہدین اور ان کے سردار حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ ص:249)

۸۶۔چادر

حضرت طاؤس بن کیسان رحمۃ اللہ علیہ ایک مرتبہ سردی میں صبح کی نماز پڑھ رہے تھے کہ اس شہر کا گورنر وہاں سے گزرا تو اس وقت آپ سجدے میں تھے۔ چنانچہ گورنر کو سردی کی وجہ سے ان کو تکلیف پہنچنے کا خوف ہوا تو آپ کے اوپر ایک چادر ڈال دی۔

حضرت طاؤس بن کیسان رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے جانے تک سر نہیں اٹھایا۔ مگر جب سلام پھیرا اور اس چادر پر نظر پڑی تو انہوں نے وہ چادر اپنے کندھے سے اتار پھینکی اور وہاں سے گھر چلے گئے اور اس چادر کی طرف دیکھا تک نہیں۔

(سوبڑے زاہدین اوران کے سردارحضرت محمدصلی اللہ علیہ وسلم۔ص:253)

۸۷۔مکارم اخلاق

حضرت حسن بصری رحمتہ اللہ علیہ کی ایک مرتبہ کسی شخص نے غیبت کی، تو آپ نے اس کے پاس تر کھجوروں سے بھری ایک تھالی بھیجی اور کہلوایا کہ آپ نے میری غیبت کر کے اپنی نیکیاں جو مجھے تحفے میں بھیجی تھیں یہ ان کے بدلہ میں بھیج رہا ہوں۔ یہ سن کر اس شخص کو شرم آ گئی اور اس نے اس کے بعد آپ کو کبھی برے الفاظ سے یاد نہیں کیا۔(سوبڑے زاہدین اوران کے سردارحضرت محمدصلی اللہ علیہ وسلم۔ص:262)

۸۸۔اجازت

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے وصیت فرمائی تھی کہ مجھے حضرت محمد بن سیرین رحمتہ اللہ علیہ غسل دیں۔ مگر اس وقت حضرت محمد بن سیرین رحمتہ اللہ علیہ قید میں تھے۔لوگوں نے آ کر بتایا تو فرمانے لگے کہ میں تو قید میں ہوں،لوگوں نے کہا کہ ہم نے گورنر سے اجازت لے لی ہے۔

حضرت محمد بن سیرین رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ مجھے گورنر نے قید نہیں کیا بلکہ مجھے اس نے قید کروایا ہے جس کا حق مجھ پر ہے۔ چنانچہ اس صاحب حق کو بلوایا گیا اور اس نے اجازت دی تو حضرت محمد بن سیرین رحمتہ اللہ علیہ نے جیل سے نکل کر حضرت انس رضی اللہ عنہ کو غسل دیا۔

(سوبڑے زاہدین اوران کے سردارحضرت محمدصلی اللہ علیہ وسلم۔ص:267)

۸۹۔نجاست

حضرت محمد بن سیرین رحمتہ اللہ علیہ نے ایک مرتبہ چالیس ہزار درہم کا تیل ادھار پر خریدا،اور پھر جب ایک برتن کھول کر دیکھا تو اس میں ایک مرا ہوا چوہا پڑا تھا۔ چنانچہ فرمانے لگے کہ یہ تیل سارے کا سارا ایک ہی جگہ میں (جہاں نکال کر رکھا جاتا ہے) ہوتا ہے اور نجاست یقیناً صرف ایک برتن ہی کے ساتھ خاص نہیں ہے اس لیے اگر میں بیچنے والے کو واپس کر دوں گا تو ہوسکتا ہے وہ لوگوں کو بیچ دے۔ چنانچہ اس ڈر سے وہ سارا تیل گرا دیا پھر جب اس کی ادائیگی نہ کر سکے تو قید کر دیئے گئے۔

(سوبڑے زاہدین اوران کے سردارحضرت محمدصلی اللہ علیہ وسلم۔ص:268)

۹۰۔دینی فہم

حضرت محمد بن سیرین رحمتہ اللہ علیہ پر ایک شخص نے دعویٰ کیا کہ میرے آپ کے ذمے دو درہم ہیں۔آپ نے انکار کر دیا۔تو اس شخص نے کہا کہ کیا آپ قسم کھا سکتے ہیں؟ اس کا خیال یہ تھا کہ دو درہم کے لیے ابن سیرین قسم نہیں کھائیں گے۔مگر ابن سیرین نے قسم کھالی۔لوگوں نے کہا کہ اے ابوبکر کیا آپ دو درہموں کے لیے قسم کھا رہے ہیں؟

آپ نے جواب دیا ہاں میں قسم کھا رہا ہوں اس لیے کہ میں اسے حرام کھلانا نہیں چاہتا اور میں جانتا ہوں کہ یہ حرام ہے۔

(سوبڑے زاہدین اوران کے سردارحضرت محمدصلی اللہ علیہ وسلم۔ص:268)

۹۱۔تیس ہزار درہم

ایک دن عمر بن ہبیرہ والی عراق نے حضرت محمد بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ کو بلوایا۔ چنانچہ آپ اس کے بلانے پر چلے گئے۔آپ کے ساتھ آپ کا بھتیجا بھی تھا۔جب والی کے پاس پہنچے تو اس نے ان کا پرتپاک استقبال کیا اور خوب تعظیم سے پیش آیا۔پھر پوچھنے لگا کہ اے ابو بکر! آپ نے اپنے شہر والوں کو کس حال میں چھوڑا؟

حضرت محمد بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ نے جواب دیا کہ میں نے انہیں اس حال میں چھوڑا کہ ظلم ان میں عام ہو چکا ہے اور تم ان کی طرف سے غفلت برت رہے ہو۔

آپ کے بھتیجے نے آپ کو کہنی سے ٹھوکا دیا تو آپ نے اس کی طرف مڑ کر فرمایا کہ اس نے تجھ سے نہیں مجھ سے ان کے بارے میں پوچھا ہے''اور یہ گواہی ہے اور جو شخص گواہی چھپاتا ہے اس کا دل گناہ گار ہے''(البقرہ۔383)

جب مجلس ختم ہوئی تو ابن ہبیرہ نے انہیں اسی طرح پرتپاک طریقے سے رخصت کیا جیسے استقبال کیا تھا اور آپ کے پاس ایک تھیلی جس میں تیس ہزار درہم تھے بھجوائی مگر انہوں نے لینے سے انکار کر دیا۔(سو بڑے زاہدین اور ان کے سردار حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ص:269)

۹۲۔انگیٹھی

حضرت طلحہ بن مصرف رحمۃ اللہ علیہ نماز پڑھ رہے تھے کہ پڑوسی کی خادمہ آگ کا انگارہ مانگنے آئی۔آپ کی اہلیہ نے خادمہ سے کہا کہ ذرا ٹھہر جاؤ ہم ابو محمد! کے لیے تمہاری انگیٹھی پر گوشت کا ٹکڑا بھون لیں تاکہ یہ بعد میں افطار کر سکیں۔

چنانچہ ایسا کر لیا اور جب حضرت طلحہ رحمۃ اللہ علیہ نماز سے فارغ ہوئے تو (اس بات پر مطلع ہونے پر) تیز آواز سے فرمایا کہ میں اس کا کیا کروں گا میں یہ گوشت چکھوں گا نہیں حتیٰ کہ تم اس خادمہ کی مالکن کو نہ بھیج دو،تم نے ان کی انگیٹھی کیوں روکی اور اس پر کیوں اپنا گوشت بھونا۔

(سو بڑے زاہدین اور ان کے سردار حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ص:271)

۹۳۔نفس کو سزا

حضرت بلال بن سعد رحمۃ اللہ علیہ ایک ہزار رکعتیں پڑھا کرتے تھے۔ایک رات سخت سردی میں نماز پڑھ رہے تھے تو ان کی آنکھوں میں نیند نے ڈیرہ جمانے کی کوشش کی تو انہوں نے خود کو گھر میں بنے ہوئے ایک حوض میں کپڑوں سمیت چھلانگ لگا دی حتیٰ کہ نیند کو دور بھگا دیا اس پر ان کے گھر والوں نے ناراضگی سے کہا کہا آپ اپنے ساتھ اس طرح کیوں کرتے ہیں؟

حضرت بلال بن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے جواب دیا کہ اس حوض کا پانی جہنم کے (ماء صدید) کچلہو کے پانی سے بہتر ہے۔

(سو بڑے زاہدین اور ان کے سردار حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ص:284)

۹۴۔خیر خواہی

حضرت بلال بن سعد رحمۃ اللہ علیہ کے ایک بیٹے کا انتقال ہو گیا۔اس کے انتقال کے بعد ایک شخص نے اس پر بیس سے کچھ زائد درہم

کا دعویٰ کیا۔تو حضرت بلال بن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے پوچھا کہ کوئی گواہ ہے؟

مدعی نے کہا نہیں ۔

حضرت بلال بن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے پوچھا کہ کوئی لکھی ہوئی دستاویز ہے؟

مدعی نے کہا نہیں ۔

حضرت بلال بن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ پھر قسم کھالو تو اس شخص نے قسم کھالی۔اس کے بعد حضرت بلال بن سعد رحمۃ اللہ علیہ گھر میں گئے اور اس کے مطلوبہ دراہم لا کر اسے دیئے اور نہایت آہستگی سے اسے کہا کہ اگر تم سچے ہو تو یہ رقم میں نے اپنے بیٹے کی طرف سے ادا کر دی اور اگر تم جھوٹے ہو تو میں نے یہ رقم تمہیں صدقہ کر دی۔(سو بڑے زاہدین اور ان کے سردار حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ص:285)

۹۵۔بادشاہ بنو

حضرت محمد بن واسع رحمۃ اللہ علیہ سے ایک شخص نے سے عرض کیا کہ مجھے وصیت کیجیے۔

حضرت محمد بن واسع رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا میں تمہیں وصیت کرتا ہوں کہ تم دنیا اور آخرت میں بادشاہ بنو۔

اس شخص نے بڑی حیرت سے عرض کیا کہ یہ میرے لیے کیسے ممکن ہے؟

حضرت محمد بن واسع رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ دنیا سے بے رغبت ہو جاؤ۔خوشخبری ہو اس شخص کے لیے جسے رات کا کھانا ملے تو صبح کا نہ ملے اور صبح کا ملے تو رات کا نہ مل سکے اور اللہ تعالیٰ اس سے راضی ہو۔(سو بڑے زاہدین اور ان کے سردار حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ص:287)

۹۶۔عہدے سے نفرت

حضرت محمد بن واسع رحمۃ اللہ علیہ کے عہد میں مالک بن مندر بصرہ کا کوتوال تھا۔اس نے حضرت محمد بن واسع رحمۃ اللہ علیہ کو بلوایا تا کہ انہیں قاضی بنا دے مگر آپ نے انکار کر دیا۔اس نے اصرار کیا مگر انہوں نے دوبارہ انکار کیا تو ابن مندر نے غصے میں دھمکی دیتے ہوئے کہا کہ کیا تو آپ اس عہدے پر براجمان ہو جاؤ ورنہ میں آپ کو تین سو کوڑے ماروں گا۔

حضرت محمد بن واسع رحمۃ اللہ علیہ نے بڑے اطمینان سے جواب دیا اگر تم یہ کر سکو (کوڑے مار سکو) تو کر لو کیونکہ تم ہم پر مسلط ہو اور پھر دنیا میں ذلت اٹھانے والا آخرت میں ذلت اٹھانے والے سے بہتر ہے۔(سو بڑے زاہدین اور ان کے سردار حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ص:289)

۹۷۔علاج سے انکار

حضرت ثابت البنانی رحمۃ اللہ علیہ کی آنکھ میں تکلیف ہوگئی۔معالج نے کہا کہ آپ ایک بات کی ضمانت دے دیں تو آنکھ ٹھیک ہو جائے گی۔

حضرت ثابت البنانی رحمۃ اللہ علیہ نے پوچھا وہ کیا؟

معالج نے کہا آپ روئیں گے نہیں۔

اس کی بات سن کر حضرت ثابت البنانی رحمۃ اللہ علیہ کی آنکھوں میں آنسو چمکنے لگے اور فرمایا اس آنکھ کا کیا فائدہ جو روئے ہی نہ؟ پھر

آپ نے علاج کرانے سے انکار کردیا۔ (سو بڑے زاہدین اور ان کے سردار حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ص:292)

۹۸۔مکھن لگی روٹی

حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ اپنے ایک ساتھی کے ہمراہ بیٹھے ہوئے تھے فرمایا کہ چالیس سال سے مجھے مکھن لگی روٹی کی خواہش ہے۔

یہ سن کر وہ شخص ہوا کی طرح گیا اور اپنے گھر سے مکھن لگی روٹی لے کر آیا اور آپ کی خدمت میں پیش کردی۔

حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ نے وہ روٹی اپنے ہاتھ میں پکڑی اور اسے الٹ پلٹ کر دیکھنے لگے۔ پھر نفرت کے لہجے میں فرمایا کہ میں تیری چالیس سال سے خواہش کرتا تھا لیکن میں تجھ پر غالب رہا حتی کہ آج کا دن آگیا ہے اور اب تو چاہتی ہے کہ تو مجھ پر غالب ہو جائے پھر فرمایا اسے مجھ سے دور کردو۔ اور آپ نے وہ روٹی کھانے سے انکار کردیا۔

(سو بڑے زاہدین اور ان کے سردار حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ص:300)

۹۹۔حقیت انسانی

بصرہ کا والی اپنی ہیبت ناک سواری پر حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے سے گذرا۔ حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ نے اسے ڈانٹتے ہوئے آواز دی کہ اپنی اس چال میں کمی کر۔

والی بصرہ کے محافظوں نے حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ پر مداخلت کی تو والی نے کہا اسے چھوڑ دو۔ پھر خود اپنے غرور میں حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ کی جانب بڑھا اور بڑے فخر سے کہنے لگا کیا تو مجھے نہیں جانتا؟

حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کیوں نہیں اور مجھ سے زیادہ تجھے جانتا کون ہے؟ تیری ابتداء ایک گندا پانی کا قطرہ تھا اور تیرا انجام ایک سڑا ہوا مردار ہے اور پھر اس دوران تو گندگی کو پیٹ میں اٹھائے پھرتا ہے۔

یہ سن کر والی نے سر جھکا لیا اور واپس جاتے ہوئے بولا کہ اب تم نے مجھے بالکل صحیح پہچانا ہے جیسا کہ پہچاننے کا حق ہے۔

(سو بڑے زاہدین اور ان کے سردار حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ص:304)

۱۰۰۔ھدایا سے استغناء

خلیفہ سلیمان بن عبدالملک مدینے آیا۔ اس وقت مدینے کے گورنر حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ تھے۔ خلیفہ سلیمان نے حضرت صفوان بن سُلیم رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا تو اسے ان کا حلیہ اور زہد بڑا اچھا لگا اس نے پانچ سو دینار کی ایک تھیلی انہیں بھجوائی۔ جب اس کا قاصد وہ تھیلی حضرت صفوان بن سُلیم رحمۃ اللہ علیہ کے پاس لے کر آیا تو آپ کپکپانے لگے اور تھیلی کو یوں پھینک دیا جیسے کہ وہ آگ ہو تھیلی اٹھائی نہیں بلکہ وہاں سے دور بھاگے اور خچر پر سوار ہو کر مدینے سے ہی نکل گئے اور جب تک سلیمان مدینے میں رہا وہ مدینے میں داخل نہ ہوئے۔

(سو بڑے زاہدین اور ان کے سردار حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ص:307)